شکریہ

میں بابو موتی لال صاحب مختار مینیجر رادھا سوامی دھام اور پنڈت بنگا رنگ راؤ صاحب زہنمکنڈہ (حیدر آباد دکن) کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں بیماری کی وجہ سے یہ کتاب خود نہیں لکھ سکا زبانی بولتا گیا اور دونوں صاحب لکھتے گئے ترتیب بابو موتی لال صاحب نے دی ۔

شیو

طرف سے کوشش نہیں کی جا رہی ہے۔

(۱) وردھمان جی نے فرمایا:۔ اہنسا پرمو دھرمہ

(۲) اور آؤ سب لوگ بھی عملاً اور اصولاً اقرار کریں کہ

"اہنسا پرمو دھرمہ"

(۳) اور وہ دن نہایت مبارک دن ہوگا جب دنیا میں اہنسا کا

جھنڈا بلند ہوگا۔ اور اُس پر جلی اور روشن عبارت میں لکھا رہے گا۔

"اہنسا پرمو دھرمہ"

اوم شانتی اوم شانتی اوم شانتی

جواب۔ اس کا جواب میں کیا دوں! جو لوگ وردھمان کے ظاہرا
نام لیوا ہیں وہ صرف نام ہی نام کے لئے ہیں ممکن ہے ان میں کچھ سچے
آدمی پیدا ہو جائیں اور گورو کی تعلیم کی وسیع پیمانہ میں اشاعت کریں
اور ممکن ہے ایسا نہ بھی ہو۔ کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی

سوال ۴۱۔ تب تو جین دھرم حالت نزع میں ہے اور وہ قطعی
اور کلی طور پر معدوم ہو جاویگا۔

جواب۔ جین دھرم کا دنیا میں نام و نشان رہے یا نہ رہے لیکن
اہنسا سچائی ہے۔ جو معدوم نہیں ہو سکتی کسی نہ کسی صورت میں وہ
اُبھرتی اور اپنا کام کرتی رہتی ہے۔

اس ملک میں جینیوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے گیارہ لاکھ تک آ گئی
اور اب بھی روز بروز گھٹتی ہی جاتی ہے آگے یہ بھی تعداد رہے گی یا نہ
رہیگی۔ کون کہہ سکتا ہے لیکن اہنسا کا اصول موجود ہے اور وہ نہ صرف
ہمیشہ رہتا ہے۔ بلکہ کثیر التعداد آدمیوں کی خواہش ہی رہتی ہے کہ وہ
اہنسک بنیں۔ ہنسا دھرم والوں کے اندر خود ایسی شقیں پیدا ہو گئیں جو
گوشت خوری۔ خونخواری۔ اور مردم آزاری اور حیوان آزاری سے تائب
ہو گئے اور آگے بھی ایسی شقوں کے پیدا ہونے کی امید نظر آ رہی ہے۔

یہ اہنسا ہی وردھمان کی تعلیم کا عطر ہے جس کے متعلق میں
اُن کا سیدھا سادہ علمی فلسفہ دلکش صورت میں ملحق ہے گو اس پر اصطلاحات
کا پشتارہ لمبا چوڑا جما دیا گیا ہے جس کے سمجھا دینے کی بھی جینیوں کی

دھرم سچائی سے تعلق پیدا کرنے میں ہے۔ اور یہ سچائی وہ چیز ہے جو انسان کو بلند خیال اور وسیع باطن بناتی ہے۔ سچی انسانیت اور سچی تہذیب کا محرک بنتی ہے۔ پھر آدمی۔ آدمی کا دشمن نہیں بنا رہتا۔ بلکہ انسان انسان کے اندر محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں انسان تمام موجودات اور وجودات کو الفت کی نظر سے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اسی کیفیت کا نام اہنسا ہے۔ اور یہی اہنسا دلوں کے اندر جگہ پاتے ہوئے سچے اطمینان قلب اور تسکین خاطر کا باعث ہوتی ہے۔ اور آخر میں مصائب سے رستگاری دلاتی ہے اُس وقت انسان مکمل ہو جاتا ہے۔ اور سروگیہ بن جاتا ہے۔ یہی اصلی مکتی ہے۔

تعلیم چونکہ سیدھی سادی مؤثر اور دلکش تھی وہ اپنی تاثیر کر گئی اور تمام ملک اُسکے زیر اثر آگیا۔ اور اہنسا کے دین و آئین کو حد درجہ کی ترقی ملیں جانوروں کی قربانیاں بند ہو گئیں۔ گوشت خون وغیرہ کی شکل میں بھینٹ پوجا کا رواج دب گیا۔ یہ آج سے کوئی ۲۴۵۶ برس کا واقعہ ہے۔

اُس وقت یہ تعلیم بہت پھیلی ہوئی تھی۔ بعد کو سخت کشمکش کرنے پر پھر ہنسا مارگ کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ تب سے یہ دھرم دبی ہوئی صورت میں نظر آرہا ہے۔

سوال ۱۲۳۔ کیا آپ اُمید کر سکتے ہیں کہ پھر کبھی دنیا میں وردھمان کی تعلیم کو فروغ ہوگا؟

اور خاص بزرگی ہے۔
یہ تم سمجھتے ہو کہ جہاں ایک ہی ایک عنصر یا ذات ہے۔
وہاں کون کس کو سمجھے! کون کس کو پوچھے! کون کس کی کہے۔ اور کون کس کی سنے۔ اور کون کیا کرے دھرے
ان سب باتوں کا اِمکان صرف انیکانت ہی میں ہوتا ہے۔ ایکانت میں اس کا امکان نہیں ہوتا۔

سوال ۱۲۔ کیا کبھی کوئی ایسا زمانہ بھی تھا۔ جب اِس تعلیم سے کثیر التعداد انسانوں کو فائدہ پہنچا ہو؟۔

جواب۔ ہاں! کیوں نہیں؟
پہلے زمانہ کی نسبت کوئی نہیں کہہ سکتا۔ ہاں تواریخی عہد میں ایک بزرگ پارسناتھ ہوئے۔
اُنہوں نے اِس تعلیم کو رواج دیا۔
اُن کے بعد وردھمان جی صاحب یوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور اُنہوں نے نہایت ہی بے خوبی کے ساتھ عوام کے ذہن نشین کر دیا۔ کہ دھرم صرف خارجی رسم و رواج کی پابندی کا نام نہیں ہے۔

کشائے کِتھہ رکل مُکتی ریوہ

ترجمہ۔ مکتی نہ دگمبری میں ہے۔ نہ شُویتمبری میں ہے۔ مُکتی نہ ترک واد (بحث و مباحثہ) میں دھری ہے۔ نہ تتّو واد (اُصول کے زبانی جمع خرچ) میں ہے۔ کسی قسم کے پکش (تعصب) کے سوا آسرے لینے میں بھی مکتی نہیں ہے۔

مکتی صرف جذبات۔ اور نفسانی غلبات پر غالب آنے سے ملتی ہے۔

تم اسی ایک بات سے جین مت کی بے تعصبی کے اصول کو خاطر نشین کر سکتے ہو۔

سوال ۱۱۔ پھر وردھمان کی تعلیم انیکانت واد کیوں کہلاتی ہے۔

جواب۔ جب نگاہ کے سامنے تعدد اور کثرت کا امکان ہوتا ہے۔ اسی وقت تمیزی طاقت۔ انتخابی طاقت اور تمیز اور انتخاب کے ساتھ یقینی طاقت کا اُبھار ہوتا ہے۔ اور جہاں تعدد اور کثرت کی معدومیت ہے وہاں ان باتوں کا امکان غیر ممکن سمجھا جاتا ہے۔ انیکانت واد ہر شے کے حسن و قبح کو آنکھوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہ انیکانت واد ہی ہے جو تبدریج بویک اور چار شکتی کو اُبھارتا ہوا سچائی کو آنکھوں کے سامنے لاتا ہے۔ اس لئے اِسکی عظمت۔ اور

جواب - دگمبر- اور سویت امبر کا فرق کسی مخالفانہ یا معترضانہ اصول کی نظر سے نہیں ہے - دگمبر- برہنہ کو کہتے ہیں - سویت امبر- سفید پوش کو کہتے ہیں - یہ دونوں فرقے تسلیم کرتے ہیں کہ **تیرتھنکر** برہنہ رہتے تھے مجلسی ضرورتوں اور رواجوں کی وجہ سے یہ امتیازی فرق ہے ورنہ اصول کے معاملات میں دونوں کے درمیان یکسانیت ہے -

تیرتھنکروں کی مورتیں انکے مندروں میں چاہے ننگی ہوں یا ملبس ہوں ورنہ دگمبر اور سویت امبر ہر دو فرقوں کے افراد تو سفید پوش ہی ہوتے ہیں دگمبروں کے منی بیشک مادر زاد لباس میں یعنی ننگے رہتے ہیں -

سوال ۱۰ - کم از کم یہ تو آپ منظور فرمائیں گے کہ جینی متعصب اور ہٹ دھرمی ہوتے ہیں اور دوسروں سے نفرت کرتے ہیں ؟

جواب - میرا تجربہ اس خیال سے بالکل برعکس ہے - ہاں اگر اپنے دھرم کی سختی کے ساتھ پابندی کو تم تعصب کہتے ہو تو دوسری بات ہے لیکن اصل میں یہ تعصب نہیں ہے - متعصب تو انہیں کہتے ہیں جو اپنے سوا اپنے مذہب کے سوا دوسروں کو اور دوسروں کے مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھیں - صرف جینا کے نام سے انھیں نفرت ہے ورنہ یہ آزاد طریق ہے - کسی کا قول ہے :-

نا ستامبر توے - نہ ستامبر توے
نہ ترک واوے - نہ چہ تووا وے
نہ پکش سیوا شرینے نہ مکتی ہ

(گوشت خوری۔ اور دل آزاری) کی گناہ کبیرہ بتاتے ہیں۔ اور اہنسا (غیر گوشت خوری۔ اور غیر دل آزاری) کو ثواب عظیم (پرم دھرم) تسلیم کرتے ہیں۔ گوشت کھانا۔ اور خون بہانا) مخالف گروہ کا دین وآئین ہے۔ اور یہ دین وآئین ہزار ہا برس سے بنا ہوا ہے۔ جینی چونکہ اس وطیرہ کو حقارت اور نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے آپکی مخالفت زور شور کے ساتھ ہوتی ہوئی اتبک چلی آ رہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی سبب نہیں ہے۔ ورنہ وردھمان کی تعلیم نہایت بلند۔ سادہ اور پاکیزہ ہے

سوال ۸۔ جینی ایشور کو نہیں مانتے۔ ناستک ہیں۔ یہ بھی مخالفت کا باعث ہوگا۔

جواب جینی ناستک نہیں ہیں آستک ہیں وہ ایشور کو تو مانتے ہیں۔ ہاں وہم کے ایشور کو نہیں مانتے۔ وہ اپنے تیرتھنکروں ہی کو ایشور مانتے ہیں بیشک یہ بھی مخالفت کا سبب ہوسکتا ہے۔ لیکن مخالف گروہ میں خود ایسے طریق ہیں جو عوام کے ایشور کو وہم میتھیا اور لغو قرار دیتے ہیں۔ جیسے سانکھیہ اور ویدانت وغیرہ۔ انکے ساتھ مخالفت نہیں ہے کیونکہ یہ ہنسا کرنے والوں کے ساتھ رلے ملے رہتے ہیں۔ اس لئے مخالفت کا اصلی باعث صرف ہنسا سے نفرت اور اہنسا سے رغبت ہی کو سمجھنا چاہیئے۔

سوال ۹۔ آپ وردھمان کی تعلیم کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگر ان میں اہنسا ہی کا اُصول برتا جاتا تو کم از کم آپس میں تو محبت کے ساتھ رہتے اور دگمبر اور شویتامبر کا فرق نہ رہتا

لوگ اُسے سن کر صرف ایک ایک بات کو پکڑ کر رہ گئے۔ پوری تعلیم نہیں ملی
دھوکا کھا گئے ورنہ جیسے ہاتھی کے پاؤں میں سب کے پاؤں۔ ویسے ہی
اِس تعلیم کے اندر ہر قسم کے معلومات تجربات۔ اور مشاہدات کا امکان ہے
اور یہ کام فلسفی خواہ ویدانتی۔ سانکھا۔ نیایک۔ ویشیشک یوگ وغیرہ ہیں
سب وجہ بار رجہ اُس کے خوشہ چین ہیں۔ ہاں وہ بھرم واد۔ متھیاواد۔
نہیں ہے۔ اور اُسے ویدانت کے اِس تعلیم سے کہ جگت تین زمانہ ماضی۔
حال استقبال میں کبھی نہیں ہوا۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ویدانت کا
ایسا کہنا اور ماننا بہت بڑا بھرم ہے۔

سوال ۷۔ اگر ایسا ہے تب تو وردھمان کی تعلیم کے ساتھ کسی کو
مخالفت نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن مخالفت ہے۔ اور دوسرے لوگ
اِس تعلیم کو پسند نہیں کرتے۔

جواب۔ تمھارا خیال صحیح بھی ہے۔ غلط بھی ہے۔ پسند اور ناپسند کی
نسبت تو اُس وقت فیصلہ ناطق کیا جا سکتا تھا جب کوئی وردھمان کی تعلیم کا
مطالعہ کرتا ہوتا مگر جب کسیکو اُسکے سدھانت سے واقفیت ہی نہیں ہے تو کیسے کہا
جائے کہ وہ قابل پسند ہے یا نہیں۔

ہاں مخالفت ہے۔ مگر وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وردھمان کی تعلیم
ناقابل پسند ہے۔ مخالفت کرنے والوں کے کانوں تک وردھمان کا نام۔ اور
اُنکی تعلیم کی صدا تک نہیں پہنچائی جاتی۔ مخالفت یا چڑ جین دھرم کے نام سے
ہے۔ اِسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ اور وہ صرف اِس وجہ سے ہے کہ جینی پنا

یا ہٹ دھرمی نہ ہو۔ نہ دوسروں کو ذرا بھی دُکھ دیا جائے۔ یہ جین دھرم کی بزرگی ہے۔

سوال ۶ - جب وردھمان کی تعلیم انت واد ہے تو پھر اس میں خیریت کہاں ہے! دوسرے دُنیا میں دونمدیا رہتا ہے۔ اور جب کثرت سے تعلق رہا تو پھر دُکھ ہی دُکھ رہے گا۔

جواب - یہاں تم سخت غلطی میں ہو۔ وردھمان نے واقعات کو واقعات کی نظر سے دیکھا۔ واقعات کو واقعات کی نظر سے دیکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے نتیجہ پر پہنچنے کی۔ اور آتمک آزادی حاصل کرنے کی تاکید کی۔ بہت سے ویدانتی لوگ ناحق کہا کرتے ہیں کہ دُنیا کبھی ہوئی ہی نہیں۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ دُنیا کے آلائشات میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وردھمان نے کبھی ایسی مجہول اور لغو تعلیم نہیں دی۔

اُن کے ہاں جو کچھ ہے وہ واقعہ ہے۔ اور واقعہ کو دیکھ کر نتیجہ پر پہنچنے کی ہدایت کی گئی ہے +

وردھمان کی تعلیم اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اس میں معلومات کے تمام مدارج خود بخود آ گئے ہیں۔

پرکرتی (روح و مادہ) کی ہستی کا معترف ہے۔ اسی طرح وردھمان کی تعلیم سیادواد بھی اور کہلائی جا سکتی ہے۔ یہ ان دونوں ویدانت اور سانکھیہ سے ظاہرا مختلف ہے۔ اُسے انیکانت واد بھی کہا جا سکتا ہے۔ سیادواد نام ہے ممکنات کا اور انیکانت نام ہے تعدد کا۔ وردھمان کی تعلیم میں ممکنات اور متعدد اصول پر بحث کی گئی ہے۔ واد کی نظر سے سوال کا یہ مختصر جواب ہے۔

سوال ۵۔ یہ آپ کا خیال ہے ورنہ وردھمان کی تعلیم، سانکھیہ کی طرح دوئیت واد ہے۔ اور وہ سانکھیہ ہی سے اخذ کی گئی ہے۔ سانکھیہ دو تو پرش اور پرکرتی مانتا ہے اور وردھمان نے پرش اور پرکرتی کے عوض زیادہ تر سادہ اصطلاحات جیو اور اجیو استعمال کیے ہیں۔

جواب۔ یہ نہایت بحث طلب جگہ ہے۔ وردھمان کی تعلیم کا ماخذ سانکھیہ ہے یا سانکھیہ کی تعلیم کا ماخذ وردھمان کی تعلیم ہے۔ اس پر میں کچھ جواب نہیں دیتا۔ ہاں اس قدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ جین دھرم کا فلسفہ بمقابلہ سانکھیہ کے قدیم تر ہے۔

اب یہ رہ گیا کہ میں وردھمان کی تعلیم کو سیادواد کہتا ہوں۔ اس کی بابت جین مت کے ایک مقدس نوشتہ کا حوالہ سنو۔

سیادواد و درتئے تیمن کپشپاتو نہ ودیہ سئے
ناستیہ بیترن کنچت جین دھرمہ سہ اُچیتہ لئے

ترجمہ۔ سیادواد (ممکنات ممکن الوجودات) کا برتاؤ رہے بلحاظ ب

تیرتھ ۔ سنسکرت مادہ ۔ تری (گذرنا) اور تھک (پاک ہونا)
ہے ۔ اصلی مطلب یہ ہے ۔ جس نے تمام زندگی کے مدارج طے
کر لئے ۔ اور جس کے مشاہدات اور تجربات وسیع ہو گئے
اور جو ہر پہلو سے پاک و صاف اور آزاد ہے ۔ وُہ
تیرتھنکر ہے ۔

وردھمان نے کسی فرضی یا وہمی ۔ فوق البشر ۔ فوق
الانسان ۔ یا مادرزاد خیالی ۔ پیدائیشی مخلوق کی معراج سامنے
نہیں رکھی ۔ انکا قول ہے کہ ہر عقیل اور خواہش مند انسان زندگی کے
منازل اور مدارج کو طے کر کے اور آلائیشات اور ملوثات سے
پاک ہو کر سروگیتا حاصل کر سکتا ہے ۔

اِن جملوں میں معترض یا محقق کے سوال کے جوابات قریب
قریب سب کے سب آ گئے ہیں ۔

سوال ۴ ۔ جس طرح ویدانت ادویت واد کہلاتا ہے ۔ سانکھیہ مت
دویت واد کہلاتا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ وردھمان کی تعلیم
اِس نظر سے کون واد ہے ۔

جواب ۔ وہ کہتے ہیں بولے ہوئے کو ۔ ویدانت ادویت کا ۔
اور سانکھیہ دویت کا بولتا ہے ۔ ویدانت صرف ایک
تتو برہمہ کا اِقرار کرتا ہے ۔ دو تتو کی ہستی ماننے
سے انکار ہے ۔ سانکھیہ دو اُصول ۔ پرش اور

"فتح" سروگیہ تا۔ مکمل گیان۔ یہ تمام وسیع المراد اصطلاحات وردھمان کے جسم ہیں۔ جو ان کے خواہشمندوں وہ علماً عملاً۔ اور اُصولاً وردھمان کے شاگرد۔ معتقد۔ اور اُن کی تعظیم کرنے والے ہیں۔ چاہے وہ وردھمان کا یہ سنسکرت نام جانتے ہوں۔ یا نہ جانتے ہیں۔

(د) وردھمان لفظ سنسکرت مادہ ورِدّھی (ترقی) اور مان (پیمانہ آلہ) سے بنا ہے۔ جو ترقی کا پیمانہ یا آلہ ہو۔ وہ وردھمان ہے۔ اِس نام پر غور کرنے سے معمولی تمیز کا آدمی بھی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ اس مبارک اور پاک نام میں وسیع المرادی۔ اور کثیر المرادی کا نشان شامل ہے۔

(ہ) وردھمان کا دوسرا اور مشہور نام مہابیر سوامی ہے "مہا" بڑا "بیر" شجاع "سوامی" (مالک اور معلم۔ مرشد۔ اور گورو) ہے جو بڑا شجاع رُوحانی معلم ہو وہ مہابیر سوامی کہلاتا ہے۔

(و) ایسے مقدس وجود کی تعلیم تعصب۔ ہٹ دھرمی تنگخیالی اور تنگدلی کے نقص سے پاک ہوگی۔ اور وردھمان نے انکا ثبوت اپنی عملی اور مثالیہ زندگی سے دیا۔

(ز) وردھمان کو جینی تیرتھنکر بھی کہتے ہیں جسکی اصلی مراد سے کمتر لوگ واقف ہیں۔

تیرتھنکر لفظ کے لغوی اور مجازی مراد کی صراحت یہ ہے:-

اور اثرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور وسیع المراد اس وجہ سے ہے کہ
اس عمل کے سلسلہ میں اس کی معراج 'سروگیہ تا' کی ہے 'سروگیہ'
کمال ہے۔ مکمل کیفیت سے پورتا ہے۔ ان سب لفظوں کے اندر
'سروگیہ' لفظ کی وسیع المرادی کا پتہ لگے گا۔ پھر بھی وردھمان کی تعلیم
محدود المراد نہیں کہی جا سکتی۔ وہ جب ہو گی وسیع المعنی ہو گی۔
(ب) بکو جماعت بندی یا مجلسی حالت ہی کے خوشنما رکھنے
کا خیال ہے۔ ان مذاہب کی حیثیت صرف مجلسی ہی مذہب کی ہے۔
وردھمان کی تعلیم کا مقصد جماعت بندی یا افراد کی کثیر التعدادی
نہیں ہے۔ بلکہ وہ کچھ اور ہے۔

وردھمان جنیندر یا **جنیشور** کہلاتے ہیں۔ 'جن' کہتے
ہیں فاتح اور عقلمند کو۔ جن کو نفس اور حواس۔ مادہ اور متضاد کیفیت پر
فتح حاصل ہے۔ من۔ اندری۔ نفسانی جذبات اور غلبات پر جن کو
قبضہ اور قابو حاصل ہو گیا ہے وہ جن ہیں۔ اور 'جن' طریق کا نام اسی
رعایت کی وجہ سے جین دھرم ہے۔

(ج) کوئی انسان جو اپنے نفس پر قادر ہو وہ جن ہے۔ اور جو
وردھمان کا شاگرد ہے۔ موجودہ جینیوں کو چاہیے۔ کوئی شخص مع دو گروہ
کبھی اور اسکی امتیازی صورت بھی ایسی ہی بن گئی ہے لیکن جنکا اصول
دل۔ نفس۔ جسم۔ اور حواس پہ فتح پانا ہے۔ خواہ جنھوں نے جزوی یا کلی طور پر
ان پر فتح پا لیا ہے۔ وہ سب کے سب جن کے انویائی (پیرو) یا "جینی" ہیں۔

گاسپل آف وردھمان

از مصنف

سوال (۱) بھگوان وردھمان کی تعلیم محدود المراد ہے یا وسیع المعنی ہے؟

جواب - یہ الفاظ مہمل ہیں - پہلے تم محدود المراد اور وسیع المعنی اصطلاحات کی صراحت کردو - تب جواب دیا جائے -

سوال - (۲) محدود المراد وہ ہے جس کا مقصد محدودیت سمٹنے اور سکڑنے کا ہو جیسے جینی سمٹتے اور سکڑتے ہوئے اپنے آپ کو سب سے جدا رکھتے ہیں اور اس گروہ میں تھوڑے سے آدمی رہ گئے ہیں جن کی تعداد زیادہ نہیں ہے اور وہ بھی روز بروز گھٹتے جا رہے ہیں -

اور وسیع المعنی سے یہ مطلب ہے کہ جو وسعت کے ساتھ سب پر اثر انداز ہو اور اس میں پھیلنے اور بڑھنے کا امکان ہو - جیسے آجکل کئی مذاہب اپنی جماعت بڑھاتے جا رہے ہیں اور تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں -

جواب (الف) وردھمان کی تعلیم دونوں ہے - محدود المراد تو اس وجہ سے کہی جا سکتی ہے کہ اس کا اکیلا مقصد جیو کو سنسار کے خطرات سے [illegible]

ل

لوکاکاش - محدود آکاس - لوک کا آکاش

م

مہاویر سوامی جینیوں کے چوبیسویں تیرتھنکر۔

مدھیہ مارگ - درمیانی طریق -

مارمیہ ستاستا

مرگ ترشنا - سراب -

موکش مکتی نروان۔

متھیا باطل۔

ن

نیتہ اپیتہ بھاونا - عارضیت دنیا پائداری کا خیال -

نت - دائم - قائم -

نروان - نفسانیت اور مادیت کے جذبات کو پھونک کر اڑا دینا - مکتی -

نرگرنتھ - آزاد اور تعلقات کی زنجیروں سے مصئون غیر اہل کتاب -

ناتھ پتر - مہاویر سوامی کا دوسرا نام - ناتھ یا نات کل سے تھے -

نسک - شخے - رسائل

ناجی مکتی داتا

نات کلندونہ - نات کل کا چاند - مہاویر سوامی کا ایک نام -

نات پت - مہاویر سوامی کا نام -

نرمیدھ - انسانی قربانی -

نرجرا - وغیرہ

و

وردھمان - اقبالمند - مہاویر سوامی کا نام

وجے ایک منی کا نام -

ورت - عہد مستحکم - پرتگیا -

وادی - مباحث - معتقد -

ویدانت - ادویت واد - جو صرف ایک شئے کو مانتے ہیں - مذہب توحید -

وہار - مٹھ - خانقاہ

—— (ختم) ——

ب

بدھ بھگوان - بدھ دھرم سے بانی مبانی۔

بتبال - عقل - پرہیز وغیرہ

بیوا اچل - ایک پہاڑ کا نام ہے -

بمب سار - راجہ سرینک کا دوسرا نام۔

بکل انادریہ - جس میں کئی کئی خواص ہیں مگر سب ناقص اور غیر مکمل -

بہرآتما - خارجی - خارج پسند۔

بھاو بمو - دلی شدت -

بودھ درلبھ بھاؤنا - مشکل سمجھنے کا خیال -

بھکشو - جینی سادھو -

پ

پرتی بھاس - تخیلات -

پرتیا ہار - بار بار عمل -

پدرتھ - شئی - جوہر - سات تتو - نوتتو

پدگل - جزویات -

پرینا - تحریک - حرکت -

پوشادھو پواس - ہر چودہویں روز مہینے میں دو بار روزہ رکھنا -

پری گرہ تیاگ - کسی سے کچھ نہ لینا -

پرتیکش پرمان - حواسی علم

پراگیہ - ہوشیتی کی کیفیت -

پرگیا گھن - گھنی بدھی - جنین -

پری نروان اوستھا - شریر تیاگ کرنے کے بعد مکتی -

پرو راجک - جو سادھو گھوم پھر کر پرچار کرتے ہیں -

ت

تیرتھنکر - جین کے تمام مکمل اور فلسفہ دانوں کے ساتھ ملے کہلاتے ہیں - سادن بھی -

تپ - ریاضت

ترس - باحرکت -

ترے رتن - تینوں جواہر -

بودھوں کے ترے رتن - بدھ - دھرم - سنگھ - ہندوؤں کے ترے رتن ست چت انند -

وظفو بھیش

انڈکس

الف

اجیو - جڑ، مادہ، مادہ کے ذرات اور سیال جوہر۔
اتھرو وید - ہندوؤں کا چوتھا وید
ادھی دیولوک - دیوتاؤں سے تعلقات کا ڈکھ
ادھی بھوتک - پنج بھوت سے بنی ہوئی مخلوق سے ملنے والا دُکھ۔
ادھیاتمک - روحانی۔
ادویت واوی - جو سوائے آتما کو کچھ نہیں مانتے ہیں۔ موحد۔
انیکتو - تعداد کثرت۔
آشرو - آتما میں کرموں کا داخلہ۔ مرکز کی جانب حرکت
ادھشٹان - آدھار۔
انوچرچا - مہاویر سوامی کی روحانی گیان کا نام
اپرہ گرہ - ترک موالات۔
اردھ ماگدھی - پراکرت۔
اندر بھوتی - گوتم سوامی - ایک بزرگ کا نام
ارہنت - قابل پرستش وجود
ادھی گیانی - عالم غیبی۔
ارچی کا - ھگی۔
اُپ یوگ مئی - صاحب تدبر۔
الوکا کاش - کیوں لکاش۔
اننت - ابدی۔
ابدی - دائمی۔
اشرن بھاونا - گوروؤں کے تمام روحانی معراج کو مد نظر رکھنا۔
اشرو بھاونا - جیو کی مرکزی حیثیت کا خیال
ایشور - ایشوریہ والا۔ خدا۔
اشومیدھ - گھوڑے کی قربانی۔
الوبھو - روشن ضمیری
اوشٹ تیاگ - اگیان اور اودیا کا ترک کرنا۔
اناوی - ازلی۔
ایکانت بھاونا - اکیلے رہنے کا خیال۔
سوچی بھاونا - ناپاکی کا خیال۔
الپگنتیا - محدودیت۔

قائم نوشتہ جات سے ہو سکتا ہے۔

(۱۵) جس کا باطن اچھا ہے اُس کا ظاہر بھی اچھا ہوتا ہے جس کا باطن اچھا نہیں اُس کا ظاہر بھی اچھا نہیں ہوتا۔

(۱۶) ظاہری خوشنمائی خوشگوار اور خوش صورت کی حالت دیکھنے سے اکثر باطن کی خوشگواری۔ خوشنمائی اور خوش صورتی کا پتہ لگجاتا ہے

(۱۷) اس سے ثابت ہے کہ اہنسا دھرم سے وشش کا ہر طرح سے اپکار ہوا

(۱۸) اہنسا کے اُصول کو من میں دھارن کرو۔ اور موکش کی خواہش میں دھرم کے رستہ پر چلو۔ یہ جین مت کا سدھانت ہے۔

(۱۹) جو اپنے آپ کو قابو میں رکھکر حواس اور من پر فتح پالیتا ہے وہی جینی ہے اور اُسکی فتح نہایت شاندار ہوتی ہے۔

ختم ہوا کاپسل آف وردھمان

دھرم کی مراد سے کوسوں دور ہو گیا۔

(۸) مہابیر سوامی نے اپنی زندگی ہی میں بیشمار آدمیوں کو دھرم سناتن سکھایا تھا۔ انکے بعد ہزاروں کی تعداد میں ایسے آدمی نکلے جنھوں نے ملک کے اس سرے سے اس سرے تک گرو کا پیغام پہنچایا۔

(۹) انکے گیارہ گندھروں نے اس کام میں بڑا حصہ لیا۔ ان سب کی ایثار نفسی قابل تعریف تھی۔ لیکن گوتم گندھر کا کام سب سے زیادہ شاندار تھا۔

(۱۰) یہ سب کو معلوم ہے کہ مہابیر سوامی سے پہلے اس ملک میں ہنسا کا رواج کثرت کے ساتھ تھا گوشت کھانا۔ خون بہانا۔ دیوتاؤں کے نام پر جانوروں کی قربانی کرنا۔ اور نہ صرف حیوان بلکہ بالغ اور بچے انسان بھی ہر جگہ اور ہر روز کثرت سے دھرم کے نام پر ذبح کئے جاتے تھے

(۱۱) گندھر کیول گیانی وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اہنسا کے جھنڈے کو بلند کر دیا۔

(۱۲) پھر تھوڑے ہی دنوں پر ایسا زمانہ آگیا کہ جین راجاؤں نے علم و ہنر کو ترقی دی پرجا کے ساتھ انصاف و پریم کا برتاؤ رکھا (۱۳) جین شراوکوں نے جگہ جگہ پر دھرم پاٹھ شالا و اوشدھالیہ کھولے اور کھلوائے جانوروں کے لئے پنجرا پول قائم کرائے تاکہ انکے پران کی رکشا ہو سکے۔

(۱۴) باطنی طور پر زندگیوں کی جیسی کثرت ہوئی تھی اسکی نسبت زبان نہیں کھولی جاسکتی۔ لیکن ظاہری طور پر جین دھرم نے جس طریقہ پر رفاہ عام کے کام جاری کئے تھے انکی کیفیت کا علم

اڑتیسواں ۳۸ باب

مہابیر سوامی کے بعد دھرم کی اشاعت

(۱) بھگوان مہابیر سوامی لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرا گئے تھے کہ دھرم نہ تو رسمی اور رواجی چیز ہے اور نہ زبانی جمع خرچ ہی تک اس کا تعلق ہے۔ دھرم من سے دھارن کرنے کی چیز ہے۔ سنسکرت "دھری" دھارن کرنا۔ اور "ما" منن سے نکلا ہے۔

(۲) دھرم مجلسی ضابطہ نہیں ہے۔ بلکہ اصلی چیز ہے۔ اور اصلیت کی نظر سے دیکھے جانے کی چیز ہے۔

(۳) جس دھرم کی اشاعت بھگوان مہابیر سوامی نے کی ہے اس کی جاہے خوب تحقیق پڑتال کرو۔ اور کرنا بھی چاہئیے۔ آپ سچا ہی پاؤ گے۔

(۴) دھرم نجات کا پیغام ہے اور اہنسا کا ورت اس کا پہلا اور آخری زینہ ہے۔

(۵) دھرم۔ انسانوں میں مخالفت کا شیرازہ فراغ کرنے کا آئین نہیں ہے۔ جو ایسا سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۶) اہنسکوں کا مت۔ محبت۔ و پریم ہے اور ہنسکوں کا مت تفرقہ انداز۔ اشتعال انگیز۔ اور خصومت خیز ہو سکتا ہے۔

(۷) جس نے دھرم کو صرف سماجی رسموں کی پابندی کا ضابطہ سمجھا وہ

(۱۶) اگر در اصل ایسا سمجھتے ہو تو اب تمہارا فرض ہو گیا کہ بھولے بھٹکوں کو سچا راستہ دکھاؤ۔ تاکہ سچا دھرم دنیا میں پھیل جائے اور دکھی آدمیوں کو اسکی وجہ سے شانتی اور روحانی اطمینان کی برکت نصیب ہو۔"

(۱۷) تعظیم و تکریم کے ساتھ بھگوان کے جسم کا انتیشٹی سنسکار کرو۔ اس وقت تمہارا فرض صرف اتنا ہے"۔

(۱۸) گن دھر کی باتوں سے سب خاموش ہو گئے۔ دور دور کے شراوک۔ شراوکا۔ پرواجک۔ پرواجکا۔ اور ہر طبقہ کے آدمیوں کو بھگوان کے نروان پا لینے کی خبر بھیجی گئی۔

(۱۹) بہت آدمی آئے۔ ان میں براہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر۔ دولتمند اور غریب۔ راجے مہاراجے۔ یعنی امرا غریب۔ غربا بھی تھے۔

(۲۰) اور انکی موجودگی میں بھگوان کے شریر کا سنسکار کیا گیا۔

(۲۱) اور سب اس رسم کے ادا کرنے کے بعد پاوا پوری سے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور سمیک درشن۔ سمیک گیان۔ اور سمیک چرتر۔ دھرم کا گہرا سنسکار اپنے دلوں میں لے گئے۔

←—•✦•—→
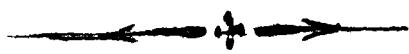
آزاد ہوجانا نہایت مسرت کا مقام ہے۔

(۱۰) بھگوان نے نروان کی حالت حاصل کر لی ہے۔ نروان دائمی زندگی ہے جس میں دُکھ اور مصیبت نہیں ہے۔ الیکتیہ (محدودیت) کو چھوڑ کر جو سروگیہ (عالم کل) ہوگیا اُس کے لئے ماتم کرنا سخت نادانی ہے۔

(۱۱) بھگوان دائم الحیات ہوگئے۔ اور اُنکی طرز زندگی کی پرستش اُنکے تلقین کردہ اصول اور اُنکی پیروی میں ہے۔ جو شخص بھگوان کی تعلیم کے موافق اپنی زندگی بناتا ہے وہ اُنکی سب سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔

(۱۲) تم نے پہوا جل پربت پر کا بھگوان کا پیغام سُن لیا ہے۔ اس پیغام کے سنانے کا کچھ مقصد تھا۔

(۱۳) مقصد یہ تھا "بھگوان کی ہدایت پر غور کرو۔ اس پر عمل ہو اور اپنی مثالیہ زندگی۔ اور قول فعل اور خیال سے خود نیک بن کر اوروں کو بھی نیک بناؤ"

(۱۴) صفائی پسند آدمی ناپاک اور گندہ جگہ میں رہ کر بھی اُسے پاک و صاف بنالیتا ہے۔ اور ناپاک آدمی پاک جگہ میں جاکر بھی گندگی پھیلا دیتا ہے۔

(۱۵) اہنسا دھرم سب سے بڑا سب سے اچھا۔ اور سب سے پاک دھرم ہے۔ یہ تم سمجھ گئے ہو۔ خود بھگوان نے اسکی اہمیت تمہارے ذہن نشین کرادی ہے۔

سینتیسواں[۳۷] باب

انجام

(۱) بھگوان نے انتیس برس کی زندگی میں ویراگ لیا۔ بارہ برس تک کڑے سے کڑے تپ کئے اور یکلخت تیس برس سے کچھ زیادہ دنوں تک دھرم کی اشاعت کی۔

(۲) آپکی عمر اسی[۸۰] برس چھ[۶] مہینے اور اٹھائیس[۲۸] دن کی ہوئی۔

(۳) پھرتے پھرتے وہ پاوان پور میں پہنچے۔

(۴) یہ ان سفروں میں انکے سفر کا آخری مقام ثابت ہوا۔

(۵) یہاں سے پھر وہ دوسری جگہ پہنچ گئے۔ اور یہیں سے نروان اوستھا کو پراپت کیا۔

(۶) تیس برس کا زمانہ اور اُس کے دھرم کی اشاعت کی اسقدر شاندار کیفیت

(۷) جس وقت آپکی روح پاک نے خرقہ جسمانی کو ترک کر دیا تو لوگوں کو اُنکی جدائی نہایت شاق گذری۔ اور کہنے لگے۔

(۸) افسوس! جو آسمانی نور دنیا کی تاریکی مٹانے کے لئے آیا تھا وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب کون سچائی کی تلقین کرے گا؟

(۹) یہ حالت کو دیکھ کر گیتم نے سمجھایا کہ یہ جگت ناپائدار ہے اور یہ جسم سڑنے گلنے کی چیز ہے۔ اسکی قیاس سے کسی کی روح کا ہمیشہ

(۸) غصہ میں کمزوری ہے۔ رحم اور برداشت میں طاقت ہے غصہ سے کام نہ لو رحم اور کرم ہی ایسے اوزار ہیں جن سے عالم کو تسخیر کیا جا سکتا ہے

(۹) نفرت میں طاقت نہیں ہے۔ طاقت محبت میں ہے اور تم محبت کے اصول کا برتاؤ کرتے ہوئے دوست و دشمن سب کو اپنا فریفتہ بنا لو۔

(۱۰) کھلاؤ پلاؤ ننگوں کو کپڑے پہناؤ۔ کھلانے میں کھانے سے زیادہ مزہ ہے۔ پلانے میں پینے سے زیادہ لذت ملتی ہے۔ پہننے سے پہنانے میں زیادہ خوبصورتی آتی ہے۔

(۱۱) مصیبت کے وقت ہر مصیبت زدہ کو اپنی ہمدردی کا مستحق تصور کرو۔ ہمدردی جتانے سے کبھی باز نہ ہو۔

(۱۲) نمبیہ رنکی) اضیفارا ۔ او پاپ (بدی) سے پرہیز رکھو

(۱۳) خود جیو۔ زندہ رہو اور زندہ رہنے کی کوشش کرو۔ دوسروں کو جینے دو۔ اور انہیں معراج پر پہنچانے میں دریغ نہ کرو۔ ایسا کوئی عمل یا خیال ہو جس سے اپنی روح کو رنج پہنچے۔ یا دوسروں کی دل آزاری ہو جائے یہی معصومیت غیر دل آزاری عدم تشدد۔ امن پسندی۔ اہنسا کہلاتی ہے۔ اہنسا ہی منزلِ حقیقت پر پہنچانے والے راستہ کا نشان ہے۔ اہنسا کا اصول ہی مذہب روحانی کا سنگ بنیادی ہے۔ جو شخص اہنسا کا پورے طور پر عامل ہوگا۔ تمام نیک اعمال۔ نیک جذبات۔ نیک خیالات

آدمیوں کی زندگیوں کی اصلاح اور فلاح کی صورت پیدا کی۔

(۲) جب وہ بپولاچل پربت پر پہنچے وہاں بیشمار آدمیوں کے جمگھٹ نے گھیر لیا وہاں پر آپ نے جو لوگوں کو چتاؤنی دی وہ کئی سو سال سے آج تک عالمگیر اثر انداز ثابت ہوئی۔

(۳) آپ نے فرمایا۔ جو خود جلتا ہے وہی دوسرے کو بھی جلاتا ہے۔ جس کے دل میں ٹھنڈک ہے وہی دوسروں کو بھی ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ نیک بنو۔ اور اوروں کو بھی نیک بننے دو۔

(۴) روشن چراغ سے بجھے ہوئے چراغ جلائے جاتے ہیں تم روشن ہو اور شعلۂ حقیقت کی طرح دوسروں کو روشنی کا راستہ دکھاؤ!

یہ تمہاری زندگی کا مقصود ہے!!

(۵) دوسروں کے ہمدرد بنو۔ تمہاری ذات دوسروں کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔ اگر تم کو رشتہ داروں سے محبت ہے تو اس محبت سے اپنے بدخواہوں کو بھی محروم نہ رکھو کیونکہ یہ سب سے زیادہ تمہاری خیرخواہی کے مخلص ہیں۔

(۶) پاپ سے نفرت کرو اور بچو لیکن پاپیوں سے نفرت نہ کرو۔ انہیں پاپ کے راستے سے ہٹاؤ تاکہ ان کا کلیان ہو۔

(۷) اگر تم سمجھتے ہو کہ کسی جگہ کے آدمی سخت تاریک دل ہیں۔ اور اہنسا دھرم کی مخالفت کرتے ہیں تو فکر نہ کرو۔ کوئلہ کالا ہوتا ہے۔ اور آگ کی گرمی پانے سے زیادہ سے زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

جگ وہ یہی سچا تمبر (روک تھام) بنے گا۔

(۷) جب ہنسا کی روک تھام کی گئی۔ اور آدمی اہنسک بننے لگا تو تمام برائیوں کا دفعیہ خود بخود ہونے لگے گا۔ اور نرجرا (دفعیہ) کا پھل آپ ہی آپ پراپت ہونے لگے گا۔

(۸) جب آدمی نے ہنسا کا دفعیہ کر لیا تب وہی موکش کی کیفیت ہے۔

(۹) اہنسا لفظ کو معمولی نہ سمجھنا۔ یہ بہت وسیع المراد لفظ ہے۔ اہنسا۔ دیا اور کھشما ہے۔ اہنسا رحم اور کرم ہے۔ اہنسا خیر و برکت ہے۔ اہنسا جہاں سب کچھ ہے ایک قسم کی بے تعلقی اور بے لوثیت بھی ہے۔ جو ہر قسم کی آلائیشات سے پاک اور صاف ہے۔ یہ ایک قسم کی اداسینتا بھی ہے۔

(۱۰) اہنسا محبت ہے اور محبت بھی نہیں ہے۔ یہ بغیر ضابطہ فرض ادا کرنے کی اصطلاح ہے۔

(۱۱) جس نے اس اہنسا کی مراد کو سمجھ لیا۔ سمجھ کر اس پر قائم ہو گیا۔ قائم ہو کر وہ اس کا عمل کرتے ہوئے مجسم اہنسک بن گیا۔ تو اس کے (مہاویر) کامل ہونے میں کوئی کسر نہیں رہی۔

چھتیواں (۳۶) باب

بپولاچل پربت کا دھرم اپدیش

(۱) اس طرح گھوم پھر کر بھاؤ کرکے بھگوان مہاویر سوامی نے دھرم کا پرچار کیا اور لاکھوں

اور سکھ کا باعث ہے۔ جو شخص دھرم کی رکشا کرتا ہے۔
دھرم اُسکی رکشا کرتا ہے۔

۳۵ پینتیسواں باب

اہنسا

(۱) اہنسا کا سروپ بتلاتے ہوئے بھگوان مہاویر سوامی نے گنبھر گوتم سے فرمایا۔ اے گوتم! دھرم۔ تپ اور ورت کے ناموں میں وقت اور مشکلات کا خیال ہے۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ ان سب باتوں کی مرادوں کا استعمال صرف ایک لفظ اہنسا میں موجود ہے۔

(۲) سچے معنے میں اہنسا دھرم کا پالن کرنا ہے۔ وہی سچا تپسوی۔ سچا دھرماتما اور سچا ورت والا بن جاتا ہے۔

(۳) تم نے سن رکھا ہے:۔ آہنسا پرم دھرم ہے۔ اور جب آہنسا پرم دھرم ہوا تو پھر سوچ سمجھ سکتے ہو کہ اُس سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔

(۴) من۔ بچن۔ اور کرم سے آہنسک بن جاؤ۔ اور تمام خوبیاں تم میں اور تمھارے اندر آ جائیں گی۔

(۵) جو شخص ہنسا کرتا ہے وہ حسد۔ بغض۔ ظلم و ستم سب کا عادی ہوتا ہوا اپنے کرموں کے جال کے بندھن میں بندھ جائیگا جس سے چھٹکارا پانا مشکل ہوگا

(۶) تیرتھنکروں کا خیال تقدر دل میں رکھ کر آہنسا کے خیال کو دل میں

کا سمجھ ہو جانے اور مجمع ذرات کی نرجرا سے روح اپنی اصلی
حالت و اصلی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ اور زندۂ جاوید
ہو جاتی ہے۔

(خ) لوک بھاؤنا۔ (لوک کا خیال) آدمی چاہے جس لطیف یا کثیف
لوک میں رہے۔ دکھ سے کوئی بھی خالی نہیں ہے۔ اس لئے
اچھے سے اچھے لوک کی خواہش بھی سخت غلطی۔ فریب ہے
جیو خالص جیو ہو۔ پورن (مکمل) ہے۔ نروان کا خواہشمند رہے

(ی) بودھ درلبھ بھاؤنا۔ (کٹھن سمجھنے کا خیال) نرشٹ یہ درلبھ ہے
اُسے پاکر ست کا وچار درلبھ ہے۔ وچار کرکے اس کا گرہن
درلبھ ہے۔ و نیز اس سکھ کر اس پر عمل کرنا درلبھ ہے۔
تیرتھنکروں کے دھرم کو ماننے والوں میں پیدا ہونا درلبھ ہے
اور پیدا ہوکر انکی پیروی کرنا درلبھ ہے۔ سمیک گیان سمیک
درشن۔ اور سمیک چرتر درلبھ ہیں۔ ان تمام مشکلات کا آسان
ہونا خاص خاص جیووں کے حصہ میں آتا ہے جب یہ تمام
مشکل الحصول سامان کسی کو میسر آجائیں تو انھیں غنیمت سمجھ کر
ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس جیو آتما
کا دھیان ہمیشہ ہونا چاہیئے کہ دھرم دیا ہے۔ اور دیا دھرم ہے
دیا نہ ہو تو دھرم کچھ نہیں ہے۔ دھرم آتم ستا ہے۔ دھرم کا
حصول کا پھل ہی مکتی یا نجات ہے۔ دھرم کا آچرن ہی جیون

نچےگا

(ہ) انیتہ بھاؤنا (خیالِ عبرت) جسم فانی ہے۔ وہ نہ کسی کا ہے۔ نہ کوئی اُس کا ہے۔ بیوی۔ بچوں۔ مال اور جائداد۔ حکومت اور ثروت سب کے سب روح اور روحانیت سے قطعًا جدا ہیں۔ انکا ظاہر التعلق ہے۔ اصل میں ایک کا دوسرے سے بالکل کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(و) اشوچی بھاؤنا۔ (ناپاکی کا خیال) جسم ناپاک ہے اور اُس کے رگ رگ ریشہ ریشہ میں ناپاکی ہے یہ عوارض کے ماتحت اور محکوم ہے پیار کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسکی اندرونی آلائیشات پر اگر غور کیا جائے تو دنیا میں اس سے زیادہ قابل نفرت دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔

(ز) آشرو بھاؤنا (جیو کی مرکزی حیثیت کا خیال) جیو میں اجیو کا آشرو ہوتا ہے۔ آشرو کے روکنے ہی سے۔ وہ کرموں سے چھٹکارا پائیگا۔

(ذ) سمبر بھاؤنا (روک تھام کا خیال) آشرو کا چھوٹنا سمبر سے متعلق ہے روک تھام ہو۔ بند لگے۔ بندشی کیفیت سے تادیبی حالت پیدا کیجائے۔ گیان تپ اور ورت سے گہرا تعلق رکھا جائے۔

(ط) نرجرا یا دی ذرات فعلی کا روح سے جو پُرانا تعلق ہے وہ شوق ریاضت اور عمل۔ ترک و تجرد سے قطعی زائل کر دیا جاتا ہے۔ گویا نئے آشرو

(خیالی یا دلی تصور) اور اُس کے عمل کے تابع ہے۔ اُنکی بھی صراحت یوں کیجا سکتی ہے۔

(الف) جیو (روح) ایک دائم ایسی چیز ہے جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا لیکن اسکی جو حالت آج ہے وہ ہمیشہ سے ہے نہ ہمیشہ رہیگی کوئی شے اور نہ کسی شے کی کوئی حالت ایک طور پر نہ ہمیشہ رہی ہے نہ ہمیشہ سے ہے نہ ہمیشہ رہیگی۔ اس میں ہر لمحہ ردّ و بدل ہوتا رہتا ہے۔ اِس عالم زمان میں کسی حالت پر اطمینان کلی کرنا غلطی ہے۔ اور یہی اس بازیگاہ کا سب سے زاد ہوتا ہے

(ب) اشرن بھاؤنا۔ دنیا میں کسی کی پناہ نہیں ہے جب موت آتی ہے تب کوئی طاقت۔ دوست۔ یا کوئی نہیں بچا سکتی ہے

(ج) سنسار بھاؤنا۔ دُکھ کا اصلی سبب ہے اِس سے نجات حاصل کرنے ہی میں سُکھ ہے۔ پیدا ہونا دُکھ ہے۔ جینا دُکھ ہے۔ کمزوری دُکھ ہے۔ بڑھاپا دُکھ ہے۔ ناخوشگوار واقعات دکھ ہیں خواہش کی ہوئی چیز کی حفاظت دُکھ اور خواہش کی ہوئی چیز سے جُدائی دُکھ ہے۔ دیوتا آدمی اور تمام متنفس دُکھ میں ہیں سُکھ صرف موکش میں ہے۔

(د) ایکانت بھاؤنا (اکیلے ہونیکا خیال) ہے۔ اکیلے آیا اکیلے جائیگا۔ اکیلے ہی دُکھ بھوگے گا اس میں کوئی اُس کا شریک نہیں ہوگا۔ اگر وہ عذاب اور دُکھوں سے بچے گا تو اکیلے ہی

(ی) شہوت کا غلبہ ہمیشہ دبا یا جائے۔

(۶) اوپر کے دس قواعد جین دھرم کے دس لکشن (اصول) کہلاتے ہیں

(۷) اب غور کرو۔ خود ہی نتیجہ نکالو کہ آیا یہ کیسے ہیں اور انکی پابندی سے انسان کے حسن معاشرت پر کیسا اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔

(۸) اس درمیانی منزل میں ذیل کی دو چار باتوں کو بھی شامل رکھنا لازمی ہے تاکہ ان پر اکثر وچار ہوتا رہے:-

(الف) آتما نت (دائمی) ہے جگت کا بیوہار آنت (ناپائدار) ہے آج ہے اور کل نہیں ہے۔ اہنسا (غیروں آزاری) میں سکھ ہے اور ہنسا (دوسروں کے ستانے) میں دکھ ہے۔

(ب) آدمی اپنے فعل کا خود مختار اور انکے نتیجوں کا ذمہ وار ہے۔ جو جیسا کرے گا ویسا ثمرہ پاویگا۔ بُرے کرم کر کے اگر کوئی شخص یہ امید رکھے کہ وہ دعا وغیرہ مانگنے سے انکے نتیجوں سے بچ رہے گا تو یہ سخت غلطی ہے نہ بُرے کرموں کی سزا سے کوئی زمینی یا آسمانی طاقت بچا سکتی ہے اور نہ اچھے کرموں کی جزا یا صلہ کو کوئی زمینی یا آسمانی طاقت چھین سکتی ہے۔

(ج) دھرم بطور خود اپنی آپ جزا ہے اور ادھرم بطور خود اپنی آپ سزا ہے۔

انتہائی منزل ۔ سمبر۔ یا روک تھام کی انتہائی منزل دراصل ابتدائی اور درمیانی منازل کی گھنی صورت ہے اور ان کا زیادہ تعلق بھاؤنا

(د) زمین سے چیزیں اِس طرح اٹھائی جائیں کہ کیڑے مکوڑے نہ مریں۔

(ہ) پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت جیووں کو تکلیف نہ پہنچائے

(۴) یہ اخلاقی اصلاح کی زمین ہے جس پر آئیندہ طرز عمل کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔

(۵) درمیانی منزل۔ طرز خیال کی اصلاح۔ دھرم کی نظر سے۔

(الف) بالعوض سختی کرنے یا سخت سزا دینے کے قصوروں سے معاف کرنے کا لحاظ ہے۔

(ب) مزاج میں انکساری سلیم الطبعی اور حلیم المزاجی رہے۔

(ج) ایمانداری علماہی نہ ہو بلکہ وہ عمل میں آئے۔ دغابازی نہ کرنا۔

(د) سچ بولنے کی عادت رہے کوئی بات خلاف واقعہ زبان سے نہ برآمد ہو۔

(ہ) دل صاف اور حرص وہوس وغیرہ سے پاک رہے۔

(و) خود ضبطی کی پابندی رہے۔ جذبات کسی حالت میں منہ زور نہ ہونے پائیں۔

(ز) ریاضت اور تپ کا کچھ نہ کچھ شغل ضرور رہے۔

(ح) تیاگ۔ دان کا عمل ہو۔ خیرات دینے سے دل نیک ہوتا جاتا ہے۔

(ط) آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ علائق دنیا کا ترک۔

سو جھ پڑی یہ ہو گیہ تلاب سر و گیہ سب تا نہہ

چونتیسواں باب

سمبر کی مزید صراحت

(۱) آشرو کی روک تھام کو سمبر کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ اِس سے کرموں کی روک تھام مقصود ہے۔

(۲) ظاہرا یہ کام مشکل معلوم ہوگا۔ لیکن جس دانشمندانہ اصول پر تیرتھنکر گوروں نے اسے تلقین کی ہے۔ اس سے یہ آسان ہو جاتا ہے بشرطیکہ بتدریج ابتدائی منزل سے شروع کر کے درمیانی اور انتہائی منزل تک برابر ثابت قدمی کے ساتھ چلا جائے۔ یوں جین دھرم فقیرانہ طریق ہونے سے تپ اور رت کا تو مارگ ہی ہے۔

(۳) ابتدائی منزل۔ طرز عمل کی اصلاح۔ اہنسا کے اصول کی نظر سے

(الف) چال ایسی چلی جائے کہ چلنے سے کسی جاندار کیڑوں مکوڑوں تک کو ایذا نہ پہنچے۔

(ب) گفتگو ایسی کی جائے کہ اسکے سننے سے نہ کسی کی دل آزاری ہو نہ اشتعال طبع کی تحریک ہو۔

(ج) کھانا ایسا ہو اور ایسے وقت میں کھایا جائے کہ جیووں کو دکھ نہ پہنچے۔

جیو کے میل سے جن جذبات تخیلات اور محسوسات میں جیو پھنس رہا تھا انہیں پھونک کر قطعی اور کلی طور پر بجھا دیا گیا۔ صفائی ہوگئی جیو ہی جیو رہ گیا۔

(۸) نروان نیستی نہیں بلکہ اصلی اور حقیقی ہستی ہے ہستی تو پہلے بھی تھی لیکن کرمک اور بندھنوں کی وجہ سے محدودیت تھی۔

(۹) بندھن کے چھوٹتے ہی جیو مروکیہ ہو گیا۔ اب وہ الطف ہو کر سب کا جاننے والا سب کا دیکھنے والا اور باکمال ہو گیا۔

(۱۰) دیش کال وستو ہو تو کوئی اُس کا تذکرہ کرے۔ وہاں نہ خواہش ہے نہ دل ہے۔ نہ زبان ہے۔ وہ حالت کہنے سننے سے نیاری۔ اور جدا ہے۔ کیونکہ دل اور زبان کی اُس تک رسائی نہیں ہے

(۱۱) نہ وہ سورگ ہے نہ نرک ہے۔ کیونکہ قید و بند میں رہ کر کرم کرنیوالوں کی جزا و سزا کی حالتیں ہیں جن کے بندھن کٹ گئے۔ اور کرموں کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کے لئے اب کیا نرک کیا سورگ۔ کیسی جزا اور کیسی سزا۔

(۱۲) آسا کا اینڈھن کیا۔ ہنسا کیا بھبھوت۔ لکڑی ۲ خاک

جوگی تب پھیری پھرا۔ تب بن آیا سوت

آسا کا بندھن نہیں۔ کیوں پھر کوئی تراس

سدھ شلا خد چڑھ گئے ہوا کرم کا ناس

پھونک جلایا سبن کو۔ دوندے ہو نردوند۔

پھانسی جم کی کٹ گئی۔ ٹوٹے گئے سب پھند

سدھ شلا چیتن گنی گتی ستی بھی کچھ نا نہہ

طلب ہے۔

تینتیسواں (۳۳) باب

موکش

ساتویں آخری تتو موکش (نجات) کی مختصر تشریح

(۱) اب جیو کی صفائی ہوگئی۔ اجیو کا جھمیلا گیا۔ جیو اب اجیو کا آشر نہیں رہا۔ بندھن چھوٹا۔ کرپک بھاؤ کا کھٹکا گیا۔ یہ حالت سمیر یا سمو ور کرنے سے نصیب ہوئی تھی سمیر سے نرجرا (دفعیہ) کی حالت آگئی۔ اور اسی کا نام موکش ہے۔

(۲) موکش کے معنے سنسکرت میں۔ آزادی۔ چھٹکارا!

(۳) قید و بند کا نہ رہنا ہی آزادی اور مکتی ہے۔

(۴) اِس موکش کے معاملہ میں بھی جینیوں کا اوروں کے ساتھ مت بھید ہے

(۵) کوئی نیست او معدوم ہو جانے کو مکتی بتاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے قطرہ سمندر میں پڑا سمندر میں ملا۔ اور سمندر سے مل کر ایک ہو گیا۔ کسی کی رائے میں جیو بھرم سے چھوٹتے ہی برہمہ ہو گیا۔ یہ مختلف قسم کی کلپنائیں ہیں

(۶) تیرتھنکروں کی مکتی بھی سوچنے اور وچار نے کا مضمون ہے یہ نروان ہے اور اسکی حالت کا بیان کرنا نہ صرف مشکل بلکہ غیر ممکن بھی ہے۔

(۷) نروان سنسکرت مادہ نر (پہلے) اور وان (پھونک کر بجھا دینے) سے بنا ہے پھونک کر بجھا دینے کو نروان کہتے ہیں۔ کیا چیز پھونک کر بجھا دی گئی؟

زیر آ آ کر کرم کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔

(۹) سمّوروں کی فہرست بہت طولانی ہے۔ مثلاً ورت، تپ، دھرم کے ضابطوں کی پیروی۔ دِل اور جسم کی پاکیزگی نِت (دائمی) اور آنت (عارضی) حالتوں پر غور کرنے کی عادت۔

وغیرہ وغیرہ

(۱۰) اِس قدر سمبر یا سمور کی نسبت سمجھو۔ اِس عمل سے نِرجرا (فنیہ) کی کیفیت پیدا ہوگی۔

(۱۱) اصل میں یہ لفظ نِرجرا نہیں ہے۔ نِرجھرا ہے۔ سنسکرت میں نِرجھرا ہے اور اُسکی ادھ ماگدھی (پراکرت) زبان کی صورت نِرجرا ہو گئی اِس کا لغوی مادہ ہے "نِر" (پہلے) "جھ" (ضائع ہونا۔ برباد ہونا) پہلے سے برباد ہوتا رہنا نِرجھرا یا نِرجرا ہے۔

(۱۲) سمّور کے شروع ہوتے ہی نِرجھرا کا سلسلہ چل کھڑا ہوتا ہے۔ روک تھام کی ابتدا کر دی گئی اور فنیہ کی صورت پیدا ہو گئی اس کو بھی سمجھ میں آنا اِس قدر مشکل نہیں ہے۔

(۱۳) اسی درخت کی مثال کو خیالی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ بند لگا دیا گیا نیا پانی تو اب آتا نہیں ہے اور جو پُرانا پانی ہے۔ وہ سوکھ سا کھ کر غائب ہو جائیگا۔ کیونکہ اب اُسے تقویت کا سامان نہیں مِلتا۔

(۱۴) آیا ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اور آیا ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا! اِس کا سمجھ میں آنا مشکل نہیں ہے اور نہ یہ بحث طلب ہے۔ اور نہ ثبوت

(۴) جب اِن باتوں کی سمجھ آگئی تو اب کیا کرنا چاہیئے؟
کرنا یہ چاہیے کہ روک تھام کی جائے۔
ایسی انسدادی تدابیر عمل میں لائی جائے کہ اجیو کا غلبہ
اگر وہ آئے بھی تو جیو پر باندھ نہ بر سکے۔

(۵) اِس روک تھام یا انسدادی تدبیر کا نام سَمور ہے جو سنسکرت مادہ سَمب (اکٹھا کرنے) سے نکلا ہے اور اِس کے مجازی معنی کئی گئی ہیں۔ مثلاً
(۱) پانی (۲) روک ٹوک (۳) پُل (۴) بند لگانا (۵) باندھ باندھنا۔
وغیرہ وغیرہ۔

(۶) مثال کے طور پر اس طرح سمجھو جیسے پانی کا بہاؤ کسی درخت سے آکر ٹکراتا ہے اور اُسے نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر یہ منظور رہے کہ پانی اُس درخت کو نہ ٹکرائے تو اُسکے چاروں طرف بند باندھ دو۔ پانی اپنا راستہ اور طرف نکال لیگا۔ اور درخت محفوظ رہے گا۔ اُسی طرح جیو میں بھی سَمور (یا روک تھام) سے کام لیا جائے تو وہی کیفیت ہوگی۔ جو اُس درخت کی ہے۔

(۷) عام طور پر سَمور کی دو قسمیں ہیں (۱) بھاؤ سَمور اور دوسرا دروبیہ سَمور

(۸) بھاؤ سَمور دلی بندش ہے۔ دروبیہ سَمور جسمانی بندش ہے۔ دل اور جسم باہمی برتن ہیں جن اندریوں (حواسوں) کے سوراخوں کے راستوں سے کرِمک بھاؤ کا سیلان جاری ہو کر دخل پاتا رہتا ہے۔ اور جیو اُسکے

(۲۱) ویدانتی - ایکتو وادی ادرا دویت وادی بن کر توحید کی ڈینگ مارتے ہوئے وحدت کا مضمون دلیل سے سچا ثابت کرتے ہیں - انہیں اس بات کی خبر ہی نہیں ہے کہ دلیل توحید خود تردید توحید ہے - جب دو ہوتے ہیں تب ہی ایک دوسرے کو کہتا سنتا ہے - ایک اکیلے میں اُنکا امکان کب ہے ! بھلا یہ اپنے سدھانت سے آپ گرے ہوئے ہیں ۞

بتیسواں ۳۲ باب

سموراو نرجرا (روک تھام اور دفعیہ) کی مختصر وضاحت

(۱) جیو بندھن میں ہے - بندھن - کرمک پُدگل - کال اور بیوہار اور کرمک ذرات وغیرہ بیشمار صورتوں میں ظہور پذیر ہوا - جبتک بندھن - اور بندھن کی تکلیف نہ محسوس کیجائے اُس وقت تک تعلیم غیر ضروری اور بے سود ہے -

(۲) جب دکھ کا احساس پیدا ہوا اور قید و بند کی حالت معیوب معلوم ہونے لگے تب ہی تعلیم کی ضرورت ہے اور وہ سود مند ہو گی -

(۳) بندھن کا سبب کیا ہے ؟ کرم - کرم کیوں اور کس سبب پیدا ہوئے ؟ بندھ اوستھا کے کارن سے - بندھ اوستھا کیسے پیدا ہوئی ؟ آشرو مادہ کے باعث - آشرو کا ذکر پہلے ہی کیا جا چکا ہے -

اور بندھن اور مکتی وہم محض ہیں۔ نہ کہیں پاپ ہے نہ پنیہ ہے۔ نہ سورگ ہے نہ نرک ہے۔ وہم ہی وہم ہے۔ یہ ویدانت کا سدھانت ہے

(۷) اِسی قسم کے اور کتنے خیالی فلسفہ ہیں۔ جو حقیقت کے سمجھنے اور سمجھانے میں سدِّ راہ ہوتے ہیں۔

(۸) چارواک تو صاف لفظوں میں بداخلاقی کا معلم ہے۔ اور ویدانت اُس کا بڑا بھائی ہے۔

(۹) یہ دونوں غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ جیو ہے جو اپنی ہستی کا ہر وقت اہم یا "میں" کہہ کر اعلان کرتا رہتا ہے۔ وہی تو جیو ہے۔ اُس [illegible] اور جیو کیا ہوتا! جیو خود اپنی ہستی کا آپ ثبوت ہے۔ اِس لئے چارواک کا مت کسی صورت میں قابلِ تسلیم اور قابلِ پذیرائی نہیں ہے۔

(۱۰) ویدانت جیو کی ہستی کا قائل تو ہے اور اُسی کو برہمہ بتاتا ہے۔ وہ ایشور وید جگت سب کو متھیا (غلط اور معدوم یا فرضی) ثابت کرتا ہے۔ اور دو نہ یعنی منکرین کی ہستی کے اقرار سے انکار کرتا ہے۔ وہ جیو کو مانتا اور اجیو سے انکار کرتا ہے۔ اور جیووں کی کثرت اور ہمتا وکی طرف سے آنکھ میچنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جو اُس کے گمراہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہ ایک ہی جیو مانتا ہے اور اُسی کو برہمہ بتاتا ہے۔

(۱۱) چارواک کے انکار میں خود ہستی کا اقرار ہے۔ انکار کرنے والے کی ہستی ہی اُسکی اقراری صورت ہے۔ وہ اپنے سدھانت کی تردید آپ کرتا ہے

گئے۔ اب ایک بات بطور اعتراض کے پیش کی جاتی ہے تاکہ اگر سمجھنے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہو تو وہ بھی جاتی رہے۔

(۲) جیو ہے۔ اجیو ہے۔ جیو اجیو کا آشرو ہے۔ او آشرو کے پھل سروپ بندھ کرچھ سے جیو اجیو کے کارنک سلسلہ یا کرمک سیلان سے متاثر ہوکر کرم کرتا ہے اور یہی کرم پھر آشرو کا باعث ہو جاتا ہے۔

(۳) یہ چار ابتدائی سچائیاں ہیں جنہیں سوچنا اور جن پر غور کرکے قائم ہو رہنا ہے

(۴) اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جیو در اصل اجیو سے مختلف ہے؟ اگر ہے تب تو جتن اور سادھن کرکے اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اور اگر نہیں ہے تب تمام جتن اور سادھن بے سود۔ اور بے بہبود ہیں۔

(۵) حواسی علم۔ (پرتکش پرمان) کا معتقد ناستک چارواک جیو کی جداگانہ ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اُسے مادہ کی امتزاجی اثرات کا نتیجہ مانتا ہے۔ جیو کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ وہ مادہ کے اجزا کی مشمولی کیفیت کا نچوڑ اور عطر ہے۔ نہ کہیں جنم ہے اور نہ کہیں کرم ہے۔ خوب کھاؤ پیو اور چین اڑاؤ۔ روپیہ پاس نہ ہو تو قرض لے کر عیش و عشرت کرو مرے پیچھے کوئی سزا ہے نہ جزا ہے۔ یہ چارواک کا سدھانت ہے۔

(۶) ویدانتی کہتا ہے۔ برہم کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ یہ جیو ہی برہم ہے اور جسے جگت کہا جاتا ہے وہ تو تینوں زمانہ ماضی۔ حال اور مستقبل میں کبھی ہوا ہی نہیں۔ یہ آن ہوا ہو، بازیگر کے تماشوں کی طرح بھاستا ہے

نظر رہتا ہے۔

(۱۴) اور جب کرم ہوا تو پھر اُس کا تواتر اور تعدد ہونے لگتا ہے اور بار بار سمندر کے جوار بھاٹے کی طرح کرم کے سیلان کا سلسلہ خودبخود جاری رہتا ہے اور وہ روزانہ زندگی کا شغل بن جاتا ہے۔

(۱۵) عادت پڑ جاتی ہے سنسکار پیدا ہوکر جیو کو گھیرے رہتے ہیں۔ وہ بار بار جنمتا، مرتا اور دکھ عذاب کا متحمل بنا رہتا ہے۔

(۱۶) جیسے تم روزانہ سوتے جاگتے ہو ویسے ہی روزانہ مشاغل و مصروفیت کے پابند رہتے ہو۔ یہی قید و بند ہے۔ یہی دکھ سکھ کا باعث ہے پس قید و بند کی حالت نہ ہوتی تو پریشانیاں نہ ہوتیں۔

(۱۷) اب ان باتوں کے صحیح ماننے سے تم جس قدر جی چاہے خوب زور لگا کر انکار کرو۔ انکی تردید کرو۔ انکے بطلان کی منادی کرو لیکن یہ انکار، تردید اور بطلان۔ دل سے نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ روز روز اور لمحہ لمحہ کا واقعہ ہے۔ کوئی دانا آدمی کیسے انھیں جھٹلا سکتا ہے۔!

اکیسواں باب

جملہ معترضہ*

(۱) چار تتوں کی مجملی صراحت ہو چکی۔ ثبوت بھی دلیل کے ساتھ دیدیئے

* ان اعتراضات کا تذکرہ اُتترپران کے ۴۷ ویں باب میں ملے گا۔ (مصنف)

تمھارا جسم اجیو ہے۔ تم اپنے جسم کی سُنتے۔ پرورش پر داخت کرتے ہو یا نہیں؟ بس یہی تو بات ہے بد۔

(۱۰) بندھ۔ (قید وبند) ہے۔ کوئی لاکھ انکار کرے کہ بندھن نہیں ہے اس کے انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے! بندھ بطور صریح واقعہ کے ہر وقت موجود ہے۔

(۱۱) اسکے ثبوت تلاش کرنے کے لئے کہیں اور کسی شخص کی رائے سنا اور حوالہ پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ثبوت۔ اثبات اور ثبوت سب ایک جگہ ایک ہی جیو کے ساتھ موجود ہیں۔ جیو اجیو کے ساتھ ملتا ہے۔ ملا ہوا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے اور ایسا صاف ظاہر ہے کہ دونوں کے درمیان تمیز کا خط کھینچنا نہایت مشکل ہو گیا ہے اُسکی مثال روح اور جسم کی شمولیت ہے۔ اسی پر غور کرنے سے یہ معمہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

(۱۲) تم جسم کے آشرو ہو یا نہیں ہو؟ جسم کی سُنتے مانتے ہو یا نہیں؟ جسمانی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے۔ کرم۔ پیشہ۔ اور روزگار کرتے ہو یا نہیں؟ یہی سُننا اور آشرو بننا ہے۔ اور یہ پہلے ہی سے چلا آرہا ہے اور اب بھی چلا جا رہا ہے۔

(۱۳) جب سُنا۔ توجہ گئی۔ میلان ہوا تو اجیو کے کرمک سیلان کا رخ جیو کی جانب ہوا یا نہیں؟ جسم ہی کے خیال سے کرم کئے جاتے ہیں اس سچائی سے چاہے جس قدر انکار کرو لیکن یہ ہر وقت پیش

(۵) آشرو کے مجازی معنی متعدد ہیں مثلاً (۱) تابع (۲) فرمانبردار (۳) وعدہ (۴) تعلق یا وابستگی۔

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام معنی آشرو کی لغوی مراد میں کھپ جاتے ہیں۔

(۶) یہ کیسے ہوتا ہے اس کی وضاحت مثال سے کی جاتی ہے۔ مثلاً پتھر ہے اور پانی ہے۔ پتھر کو پانی سے تعلق ہوا۔ پانی کے اثرات پتھر کی جانب رجوع ہوئے۔ اس رجحان اور میلان سے پتھر پر کائی جمی۔ گھاس اُگی وہ کچھ کا کچھ نظر آنے لگا بالکل اسی طرح پر جیو اجیو کے میل سے جیو [illegible] چھٹے جاتے ہیں

(۷) خواہ جیسے آدمی اور شراب کا میل ہے۔ آدمی نے شراب سے تعلق پیدا کیا۔ شراب پی لی۔ مست و متوالا بنا اور اول جلول بکنے لگا۔ اور حماقت کے کام کر بیٹھا جس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑا۔ اور یہ کرم بندھن بن گیا

وعلیٰ ہذا القیاس۔

(۸) جس طرح چمبک اور لوہا مل کر چپٹے رہتے ہیں ویسے ہی جیو اور اجیو۔ باہم گرگتھے رہتے ہیں۔

(۹) آشرو ہی آشرو کا اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے ازلگت پہلے سے اور شروع سنسار اجیو اور جیو کی سنگتا چلا آرہا ہے۔ اور اسی کا ہوا نظر آتا ہے۔ اس سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ زبردستی اور تعصب دوسری بات ہے۔ لیکن ہر عقیل انسان سمجھتا ہے کہ جیو اجیو کا آشرو ہے۔ مثال کے طور پر سمجھو۔ تم جیو ہو اور

اُنتیسواں باب

دوسرے دو تتو - آشرو اور بندھ کی مختصر صراحت

(۱) جیو - اجیو کا آشرو بنا ہوا ہے۔ اس وجہ سے اجیو کے اثرات اُس پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اس تعلق سے لیپو کے کرمک بھاؤ کا میلان جیو کی جانب رہتا ہے۔

(۲) اس کرمک بھاؤ کا اثر مختلف و متعدد قسم کے کرموں کا باعث ہوتا ہے اور یہی کرم خبر و شر کی صورت میں جیو کے نباھن یعنی قید و تبدیلی حالت پیدا کرتے ہیں اور اُس جیو کی اصلیت خصوصیت ذاتیت اور حقیقت مغلوب ہو جاتی ہے اور وہ جیو کا کچھ نہ بار رہتا ہے۔

(۳) اس آشرو غلط کی سمجھ ہی چاہن سادھانت کا سمجھ میں آنا منحصر ہے۔

(۴) آشرو - جس سنسکرت مادہ سے نکلا ہے۔ اُس کا مفہوم سیلان یا آمد کا ہے۔

* واقعات سنسکرت الفاظ آسرو لسط کو اور کو ہانے نے اس سے اپنے جینیوں کے نقطۂ نگاہ سے نسخ کیا۔ انہیں اس بات کا بھی علم ضرور تھا کہ جسم اور جیو کا تعلق ازلی ہے ورنہ یہی اصطلاح نہ گھڑی جاتی عام ہندو اس کا مطلب اس طرح نہیں سمجھتے سوامی شنکر اچاریہ جی نے جینیوں کے تتبع اور پیروی میں جانت کو انادی (ازلی) اناہی اور آتے دائمی یا ابدی نہیں گنتے بلکہ سانت ذات والا اور ختم ہونے والا مانا۔ جینیوں کا یہ خیال نہیں ہے وہ جگت کو انادی اور اننت مانتے ہیں جگت کا سلسلہ لامعطوع مسلسل ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہیگا۔ اس وہ جیو اجیو کے ملاپ کو انادی کے ساتھ سانت لمنے ہیں جو جیو مکت ہو گیا وہ مکمل ہو گیا ہر کیمین ہی جگت کی نسبت ایسا نہیں کہا گیا۔ سوامی شنکر اچاریہ کے سدھ میں رحیمن مت میں یہ عجب بڑا فرق ہے غور کرنے سے اُنکی کمزوری کا پتہ لگ جاویگا۔ شنکر سوامی جگت کو ان مادہ معدوم محض ملتے ہیں اسلئے اُنہیں بہت سی باتیں گھڑنی پڑیں۔ لیکن یہ ان ہو اطبت ہر دیدانتی کو ہوائی بجانتا ہے۔ زبانی جمع خرچ جاہے خدا الجھا رہا کاش اگر وہ دوسرے کے چاند کو جینیوں کے مراقع سمجھتے ہوتے تو ایسی غلطی میں نہ پڑتے۔

سبب صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ فطرتاً جیو اجیو سے مختلف چیز ہے۔

(۸) جیو اپنی اصلی حالت میں آنا چاہتا ہے۔ اجیو یا مادہ کے میل نے اُسے پریشان کر رکھا ہے۔ وہ ٹٹول ٹٹول کر چلتا ہے۔ بھرم سے کبھی اِدھر جاتا ہے کبھی اُدھر جاتا ہے۔ وہ اپنی ذاتی خلوصیت اور خصوصیت چاہتا ہے۔ اور اُسے مادہ یا مادّیت سے بالکل صفائی مقصود ہے جب تیرتھنکر دنیا میں آتے ہیں۔ اِس کریدکی صفائی اور اطمینان کا سامان پیدا کر دیتے ہیں۔

یہ خالص تصوف کا مضمون ہے* ۔

*تصوف کا نام اگر دنیا کے کسی طریق کو دیا جا سکتا ہے۔ تو وہ صرف جین دھرم ہے۔ اِس نے صفائی کے مسئلہ کو خوب مانجھا دے کر صاف کیا ہے۔ صوفی بھی ویدانتیوں کے مسائل ہمہ اوست و ہمہ از وست کے مسائل لے بیٹھے۔ اور کس کی صفائی کرنا ہے اسے نہ سمجھ سکے۔

————————————

اور روح کا اختلاط اس طرح کا نہیں ہے کہ مادہ کے ذرات کا ایک خاص سکوہ (گروہ) ازل سے آتما کے ساتھ لگا آرہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید یہ کہنا کہ جو ازلی ہے وہ غالباً ابدی بھی ہوگا۔ ایک حد تک تو ٹھیک ہو سکتا تھا۔ مگر معاملہ اسکے برعکس ہے۔ کوئی بھی ذرات یا گروہ ذرات ایسے نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں کہ جو برابر ازل سے ہمیشہ آتما کے ساتھ لگے چلے آئے ہیں اور علیحدہ ہوہی نہیں سکتے ہیں۔ اور نہ اب تک کبھی علیحدہ ہوئے ہیں (پرکاشک)

(۶) جین دھرم کی یہی تو خوبصورتی ہے کہ اُس کے یہاں مضا (باطل پسندی) بھیانک (خوف آمیز۔ ڈراؤنی) اور روچک (رغبت۔ تحریص یا لالچ دینے والی) تعلیم کا شمول ہے۔ وہ صرف میتھار تھ (جیسی کی تیسی حقیقی اور سچی) تعلیم دیتا ہے۔ جو بات ہے وہ کھری۔ باون تولہ پاؤ رتی کی ہے۔ نہ کہیں لگاؤ ہے نہ لپیٹ ہے۔ جو ہے۔ وہ بالکل صاف صاف۔ اور بے رو و رعایت ہے۔ اور ہر بات کا بے خوفی کے ساتھ اعلان ہے۔

(۷) تمہارے دلوں کے اندر خاص قسم کی کُرید ہے۔ تم کچھ چاہتے ہو اور وہ نہیں ملتی۔ تم میں شانتی اور قناعت نہیں آتی۔ ایک شے کی خواہش ہوئی وہ مل بھی گئی۔ اور پھر بھی سیری اور آسودگی نہیں ہے۔ دولت۔ عزت۔ حکومت۔ آل۔ اولاد۔ دنیاوی طمطراق۔ وغیرہ سے وہ کرید گھٹتی نہیں۔ بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اور ہوس گریباں گیر اور دامن گیر ہوکر چین نہیں لینے دیتی۔ اُس کا

سے ہوتا کیا ہے! ان کا طرز عمل - طرز تمدن - اور طرز معاشرت مادہ کی ہستی کا بیّن ثبوت ہے۔

(۳) جیو اور اجیو یہ دو مسائل جین فلسفہ کی جڑ ہیں - انہیں خوب ذہن نشین کر لو پھر آگے کی بات سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

(۴) جیو اور اجیو کی باہمی نسبت ہے - یہ نسبت انلی ہے ابدی نہیں ہے اناوی کال سے ان کا سمبندھ چلا آتا ہے وہ اناوی تو ہے - لیکن اننت نہیں ہے - ازلی ہے اور ابدی نہیں ہے - اس کا انت یا خاتمہ ہو جاتا ہے - اس کا ثبوت کہ جیو کا اناوی کال سے سمبندھ چلا آتا ہے اور وہ ٹوٹ بھی جاتا ہے تمہارے اپنے اندر ہے - تم خود اسکے ثبوت ہو - ہر وقت تھوڑا بہت مادہ تم سے الگ ہو رہتا ہے اور نیا مادہ آتا رہتا ہے - پس اگر یہی امر کر جائے تو ضرور ساتھ لگا ہوا مادہ ایک وقت علیحدہ ہو سکے گا - کبھی کبھی تم مادہ اور مادیت سے اکتا جاتے ہو - اس سے نجات چاہتے ہو - اور قطع تعلق کرنے ہی میں بہتری محسوس کرتے ہو۔

(۵) اگر اس تعلق یا نسبت کے خاتمہ کا گمان نہ ہوتا تو بیشک مان لیا جا سکتا کہ وہ اناوی ہونے کے ساتھ اننت بھی ہے - ازلی ہونے کے ساتھ ابدی ہے - لیکن ایسا نہیں ہے اس کا ازل تو ہے ابد نہیں ہے - اگر وہ نسبت ابدی ہوتی تو نہ اس سے کسی کا جی گھبراتا نہ اکتاتا - اور نہ علیحدگی کی سوجھتی - واضح رہے کہ مادہ

ثبوت ہے۔ نہ تم اپنی موجودگی سے انکار کرتے ہو نہ کر سکتے ہو۔ اگر بالفرض غلطی میں پڑ کر انکار بھی کرو تو یہ انکار بطور خود اقرار ہو جائے گا۔ جو کہو گے اُسی سے تمہاری ہستی ثابت ہو گی۔ اُس کے لئے کسی قسم کی سند دیں۔ یا کسی عقیل آدمی کی رائے کے حوالہ دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) اجیو ہے۔ اجیو یا غیر روح کی بھی جیو کی طرح اپنی ہستی ہے۔ اجیو کے بھیدوں میں مادہ بھی شامل ہے۔ تم ہو۔ تم جسم رکھتے ہو۔ جسم کی پرورش اور پرداخت کے لئے تم اور شئے کی محتاجگی ضرورت اور کمی محسوس کرتے ہو۔ جسم کی جسمانیت ہی مادہ کی مادیت ہے۔ اِس سے انکار کیسے کوئی شخص کر سکتا ہے۔ تم کھاتے پیتے ہو۔ اپنے ارد گرد اشیاء کا انبار دیکھتے اور دیکھا کرتے ہو۔ انہیں سب کو اجیو یا مادہ کہتے ہیں۔ بعض* نادان کہتے ہیں کہ سب جیو ہے۔ مادہ کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ بھرمے بھولے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ مادہ کی طرف سے ہزار آنکھ میچیں اور میچا کریں انکے آنکھ میچنے

* یہ نادان ویدانتی گروہ ہے جو مادہ کو وہم ان ہوا اور غیر ہستی والا کہکر مفت دھوکے میں پڑا ہوا ہے ایک بھی تو ایسا ویدانتی نہیں ہے جو عملاً بغیر مادیت کا ہو سے کہنا ہے کرتا نہیں من کا جڑا لیا ہے وہ تو باندھا جائیگا یک دن جم کے دوار (۲) بات بنائی جگ ٹھگا من پر لو وہا نا تب اگیانی من لگیا لکھ چوراسی ما ہے (۳) مایا کی ہستی نہیں پھر کیوں سکتے سو گیان میرے من ویدانتی بھرم رہا لگیان (۴) کہا سنا سوچا بہت شانہ سنتے کبیر گیان ملا نہیں گورو کو لگا گیا پڑھ پڑھ موید (۵) مایا ہی اجیو ہے جیو تیے اجیو تج اجیو مکتی لے تج بل سکل اجیو

جن کے دل و دماغ کی کیفیت کتوں جیسی ہے۔

(۱۳) جین دھرم یا فلسفۂ عملی - واقعی اور حقیقت کی نظر سے صحیح ہے اور مقدس سیدھا سادہ ہے کہ معمولی طبیعت کا آدمی بھی اسے ذہن نشین کرسکتا ہے۔

(۱۴) اُسکے سات تتو (جوہر یا اقانیم) ہیں۔

(الف) جیو یا روح۔
(ب) اجیو - غیر روح یعنی مادہ وغیرہ۔
(ج) آسرو - روح کی جانب مادہ کی آمد
(د) بندھ - بندھن - یا قید و بند یعنی مادے ور روحانیت کا روح کیساتھ بندھن
(ہ) سمور - وک تھام - انسداد آسرو
(و) نرجرا دفعیہ - ناش - (بربادی) مادہ و روح کے باہمی تعلق کا۔
(ز) موکش (مکتی - نجات - آزادی - بے تعلقی - نروان) یعنی مادہ سے روح کا پاک ہوجانا۔

انتیسواں باب

پہلے کے دو تتوں جیو اجیو کی مختصر صراحت

(۱) جیو ہے - روح کی ہستی ہے - اُسکی ہستی سے کسیکو نہ انکار رہے اور نہ انکار ہوسکتا ہے - تم ہو تمہارا ہونا ہی تمہاری ہستی کا بدیہی اور صریحی ثبوت

پیدا ہوتا۔

(۷) یہ دونوں مسلمہ اور مصدقہ اصول ہیں لیکن جبتک اسکے کسی معراجی شخصیت کی زیارت کا موقع نہیں ملتا خواہ اسکی عملی مثال خیالی یا حواس آنکھ کے سامنے نہیں آتی۔ تب تک اس دھرم کی پیروی اور پابندی کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ اور نہ شوق پیدا ہوتا ہے۔

(۸) اسلئے درشن۔ گیان اور چرتر تینوں ہی لازمی اور ضروری چیزیں ہیں۔ ورنہ پھر وہم اور باطل پرستی کی کلی اور قطعی بیخ کنی نہیں ہوتی۔

(۹) اعتقاد، علم اور عمل۔ یہ تینوں باتیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اگر ان ثلاثی تدات سے کسی ایک مد کی بھی کمی رہیگی تو پھر وہ دھرم مکمل نہ ہوگا۔ غیر مکمل رہے گا۔

(۱۰) جین دھرم میں تیرتھنکروں کے حالات شبھ چرتر ہیں۔ اور چرتر کی عقدہ کشائی کا سامان گیان ہے۔ اور تیرتھنکر یا تیرتھنکر کی عملی مثال معراج اور درشن ہے۔ جو پہلی دونوں باتوں کی تکمیل اور تکمیلی صراحت کے لئے ضروری ہے۔

(۱۱) فلسفہ جب عملی ہو صرف خیالی اور علمی خواہ زبانی جمع خرچ کے لئے نہ ہو اس وقت وہ فلسفہ ہے اور اگر صرف دلیل بازی حجت بازی اور عقلی یا علمی تفریح کے مشغلہ کا سامان ہے اور اس سے زندگی کی گھڑت نہیں ہوتی تو وہ عملاً بے مصرف چیز ہے

(۱۲) غیر عملی فلسفہ خشک ہڈی ہے جس پر وہ لوگ لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں

اٹھائیسواں باب

فلسفہ

(۱) جین مت جس طرح ریاضت تپ اور ترک وغیرہ کا طالب ہے اسی طرح اس کا فلسفہ بھی واقعی فلسفہ ہے جو غیر واقعی یا محض خیالی نہیں ہے

(۲) دھرم میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ ۱ ۲ ۳ کرم یا چرتر کا فلسفہ یا گیان اور کرم کرنے والوں یا کرم خواہ عمل کی جھلکتی ہوئی مثال اور اس کا درشن۔

۱ روح ۲ مادہ ۳ مدرکیہ

(۳) نیک اور بد (پاپ اور پنیہ) دو طرح کے کرم ہوتے ہیں۔

(۴) پاپ کرم کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ پنیہ کرم کرنے سے بھلائی ہوتی ہے۔ ان کے راز کے جاننے اور ماہیت کے بتلانے کا نام فلسفہ ہے

(۵) جبتک گیان نہیں ہوتا آدمی حیوانوں کی طرح مشرت دشمولی کرم کرتا ہوا دکھ سکھ کو بطور جزا و سزا کے پاتا ہے۔ اور بندھن یا قید و بند کی زنجیر میں جکڑا رہتا ہے۔

(۶) گیان سے اسے ہدایت ملتی ہے اور تب وہ برے کرموں کو چھوڑ کر بھلے کرموں کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جبتک اس میں تمیز کی طاقت نہیں آتی وہ سمجھ بوجھ پر قادر نہیں ہوتا اور اس میں احتیاط کا حس نہیں

(۶) اب وہ کودوں کا ادھ پکا بھات نہیں رہا تھا۔ وہ سورگی پدارتھ۔ اور بہشتی غذا بن گیا تھا۔ بھگوان نے قبول کر کے اُسے تبرّیت کر دیا اور اب اُنکی مہربانی سے چندنا۔ سچی چندنا بن گئی۔ جس کی نیکنامی کی خوشبو ابتک پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہم سب لوگ اُس کا آج تک جشن گا رہے ہیں ۔

(۷) سُکھ دیویں دُکھ کو ہریں۔ کاٹیں سکل اُپادھ
وہ دن کیسا ہوئیگا۔ ملے آئے کر سادھ
سُکھ دیویں۔ دُکھ کو ہریں جھما کریں اپرادھ
وہ دن کیسا ہوئیگا۔ ملیں پریمی سادھ
سکھ دیویں دکھ کو ہریں۔ دیا چھما چت لائے
وہ دن شبھ دن ہے بہت۔ سادھ درس جب پائے
سُکھ دیویں دکھ کو ہریں۔ گیان رتن دیں دان
وہ دن شبھ دن ہے بہت۔ ملیں جو سادھ سوجان
پارس مل سونا بنے۔ ملے جو سنگ کو لوہ
سادھو سنگ سادھو بنے مٹے کام مدموہ

(۔)

اُسے کھوج نکالینگے۔ سب سے بچاؤ ہے۔ کرم سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے" یہ اُس کا خیال تھا۔

(۳) سرون رشی کو مار کر۔ بھوگا کشٹ کلیش
انت سمے وشرتھ مرا۔ رام کو بھیج بدیش
کرشن نے بھارت ٹھان کر۔ اپنا کر لیا بان
چھپن کوٹ یادو جلے۔ پھونکے گئے مسان
کلپائے جا ور کو۔ پا۔ کب کل میت
کیا آج کا کل ملے۔ یہی کرم کی نیت
کرنی تو بھرنی پڑے۔ اشبھ کرنی چت لاؤ
اُشبھ کرم آپت ملے۔ شبھ سے شبھ کا داؤ
سمجھ بوجھ کر پگ دھرو۔ کرم ستھل میں آئے
راجا۔ جوگی۔ رشی۔ منی۔ کرنی کا پھل پائے

(۴) جب بُرے کرم پھل دے چکتے ہیں تو اکثر اچھے کرموں کا پھل پرگٹ ہونے پر آتا ہے۔ کرم کا پہیہ ہمیشہ اسی طرح چکر لگاتا رہتا ہے کبھی دُکھ ہے اور کبھی سکھ ہے۔ اور جب تک یہ کرم نہیں جل جاتے ان کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔

(۵) جب چندنا نے بھگوان کی آمد کی خبر پائی۔ زنجیروں کی کڑیوں کو کھسکا کھسکا کر اپنے آپ کو چھڑا لیا۔ اور وہی کودوں کا چاول لئے ہوئے سامنے آئی جنہیں ابتک اُس نے نہیں کھائے تھے۔

(۲۱) اگر اُس وقت ۔ نظارہ پر کسی ہوشیار مصور کی نظر پڑتی تو وہ نہایت خوبصورت تصویر تیار کر لیتا ۔ مصور تو کوئی تھا نہیں ۔ ورشبھ سین کی بیوی نے اُسے دیکھا ۔ حسد کی آگ دل میں مشتعل ہو گئی ۔

(۲۲) اُس نے سوچا ۔ اگر احتیاط نہ کی گئی تو میرا شوہر اسکے حسن کے دام میں پھنس جائیگا ۔ اور میں کہیں کی بھی نہ ہونگی "۔

(۲۳) حسد کا جذبہ بڑا موذی ہوتا ہے ۔ اُس نے اُسے زنجیروں سے کس دیا قید کر دیا ۔ طرح طرح کے دُکھ دینے لگی ۔ شوہر کی خدمت سے منع کر دیا اور کھانے ۔ ۔ ۔ کودوں کے چاول ۔ ۔ ۔ دینے لگی ۔

(۲۴) چندنا خاموشی اور صبر کے ساتھ یہ سب دُکھ برداشت کرنے لگی ۔ زبان سے اُف تک نہیں کیا ۔ وہ سمجھتی تھی ۔ سنسار میں کوئی کسی کے دکھ سکھ کا دینے والا نہیں ہے ۔ یہ سب کا سب اپنے ہی کرموں کا نتیجہ ہے ۔

ستائیسواں باب

چندنا کا چرتر (مسلسل)

(۱) کاش اگر وہ اتنا ہی کرتی کہ کسی کی معرفت اپنی مامی شیشم وتی کو اپنا حال پہنچا دیتی ۔ ورنہ وہ دیوی اُسکی مدد کرتی ۔

(۲) اُس نے ۔ ۔ نہیں کیا ۔ وہ سادھوی عورت تھی ۔ جس نے جیسا کرم کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اُسے ضرور بھوگنا پڑیگا ۔ چاہے آدمی سمندر کی گہرائی میں جا کر چھپے ۔ چاہے پہاڑوں کے غاروں میں جا کر پناہ لے کرم

(۱۴) یہاں کالک نامی بھیل کی اس پر نظر پڑی۔ وہ اس کے پاس آیا چندنا نے اپنے تمام زیور اسے اتار دیئے اور اسکو دھرم کا رستہ بھی دکھایا۔

(۱۵) کرم کی گتی پربل ہوتی ہے۔ اس کالک بھیل نے اسے پلوی راج کے راجہ سنگھ نامی بھیل کو سونپ دیا۔ سنگھ شہوت پرست آدمی تھا اس نے چندنا کو نظر بد سے دیکھا۔

(۱۶) سنگھ کی ماں بہت نیک بخت عورت تھی لڑکے کو سمجھایا کہ چندنا دیوی ہے اس سے چھیڑ چھاڑ کرنا اچھا نہیں ہے وہ ڈرا اور ایسی حرکت سے باز آیا

(۱۷) چندنا کو اس بھیلنی ماں کے یہاں کچھ آرام ملا لیکن یہ حالت بہت دنوں تک نہ رہ سکی۔ سنگھ کا ایک دوست متر بیر نامی تھا۔ اس نے اسکے حوالے کیا۔ اس نے اپنی باری پر ورشبھ سین نامی کوشامبی شہر کے دولتمند سیٹھ کو دیدیا۔ اور وہ وہاں رہنے لگی۔

(۱۸) ورشبھ سین سیٹھ کے یہاں اسکی حیثیت داسی (باندی) کی تھی۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ راجہ کی لڑکی اور داسی بنائی جائے!

(۱۹) یہ دکھ کیا کم تھا لیکن اسکی مصیبت میں اور اضافہ ہوا۔

(۲۰) ایک دن چندنا سیٹھ کے پانی پلانے کے لئے آئی اس کے ایک ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا۔ دوسرا ہاتھ سر کے بال سدھارنے میں لگا تھا جو کھل گئے تھے۔ اور کھلے ہوئے بالوں کے درمیان اس کا منہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے کالی گھٹاؤں کے درمیان چاند اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے۔

آ کر ملے۔ یہ زمانہ کے واقعات اور سانحات کے زیر اثر اُن سے بچھڑ گئی تھی۔ یہ اُسے تعظیم کے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔

(۷) اور کچھ دنوں تک وہ اُنکے ساتھ رہی۔ آخر میں ویراگ ہو گیا اور اُس نے گھر بار چھوڑ کر زاہدانہ زندگی اختیار کر لی ہے اور ہمیشہ کے لئے دنیاوی تعلقات قطع کر دیئے۔

(۸) اس چندنا کی کہانی بڑی دردناک اور طولانی ہے اسکی مختصر صورت یوں ہے

(۹) یہ چندنا چیٹک نامی راجہ کی لڑکی تھی اور اس قدر حسین تھی کہ راجہ نے محبت کی وجہ سے اسکی تصویر بنوا رکھی تھی۔ اور جسے وہ سیر و سفر کے وقت بھی پاس رکھتا تھا۔

(۱۰) کرم سنجوگ سے یہ چندنا باپ سے جدا ہو گئی۔ اور اپنی ممانی شیش وتی کے ہاں رہنے لگی شیش وتی بھگتنی تھی۔ اُس نے اسے بھی بھگتی کی راہ پر لگایا۔

(۱۱) جب یہ ممانی کے گھر میں تھی تو سودرشنہ نگر کے راجہ مانو بیگ کو اُس کے حسین ہونے کا پتہ لگا وہ اُسے حکمتِ عملی سے اُڑا لایا۔

(۱۲) مانو بیگ راجہ کی رانی نے جب یہ خبر سُنی اُسے شوہر کے دغا و فریب کا حال سُن کر غصہ آ گیا اور اُس سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ وہ اُس چندنا کو اپنے پاس سے جدا کر دے۔

(۱۳) اور ایسا ہی ہوا۔ مانو بیگ اُسے ایراوتی ندی کے کنارے چھوڑ گیا اور وہ اُس سونسان جگہ میں آ کر بہت دکھی ہوئی۔

معمولی اور آسان ہوجاتی ہیں۔

چھبیسواں باب

چندناکاچرتر

(۱) وتس دیس کے کوشامبی نامی شہر میں ایک مرتبہ ویر بھگوان گئے ہوئے تھے۔ جب وہ بھکشا (اہار) کے لئے شہر میں داخل ہوئے چندنا نامی لڑکی کو اُنکے آنے کی خبر ملی۔

(۲) وہ گھبرا گئی۔ دل میں بھگوان کے درشن کی چاہ اُٹھی۔ وہ قید میں تھی جوں توں اپنے آپ کو آزاد کیا۔

(۳) اور بھکشا لے کر اُنکے سامنے آئی۔ تعظیم کے ساتھ سر جھکایا۔ اُس پر بھگوان کی نظر پڑی۔ اُس کی نذر قبول ہوئی۔ اور اُسے اُسی وقت سمیک درشن کا پھل نصیب ہوا۔

(۴) وہ سمیو شرن میں آریکا (سادھوی) بن گئی۔ اور اُس دن سے اُس کی تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اور سب لوگ دل سے اُسکی عزت کرنے لگے اور وہ سمیو شرن (ست سنگ) میں اپنے بھگتی بھاؤ کے لئے مشہور ہوگئی

(۵) گمان غالب ہے کہ وہ سمیو شرن کی پہلی آریکا تھی۔ اُس کے دیکھا دیکھی پھر لاتعداد عورتیں بھگوان کی شرن میں آئیں اور عورتیں بھی آریکا اور شراوکا ہونے لگیں۔

(۶) صرف اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ چندنا کے تمام خویش واقارب خبر پاکر اُس سے

(۲۱) کسی کسی دن فاقہ کیا کرے۔

(۲۲) غذا۔ دوا۔ اور شانتی اور گیان یعنی ودیا کا دان دے۔

(۲۳) بے خوف رہے اور کسی کو خوف نہ دلاوے۔ ابھے دان بڑا اتم دان ہے۔

(۲۴) جسم اور دل کی طہارت کا خیال رکھے۔

(۲۵) اسی کے ذیل میں یہ کلام بھی ہیں۔

(الف) پوشا ہوپواس ہر اشٹمی اور چودس یعنے مہینے میں دو مرتبہ روزہ رکھے۔

(ب) سچت تیاگ۔ تازہ سبزی اور پھل نہ کھائے۔

(ج) راتری بھگت تیاگ۔ سورج کے غروب کے بعد ان جل نہ کھائے

(د) برہمچریہ رکھے۔

(ہ) آرنبھ تیاگ۔ جن کاموں سے دنیا کے جھمیلوں کے بڑھنے کا خوف ہو اُن سے محترز رہے۔

(ز) پری گرہ تیاگ۔ ہر ایک قسم کے دنیاوی سازوسامان کو کم کرے اور انجام کار چھوڑ دیوے۔

(ی) انومتی تیاگ۔ دنیاوی کاموں میں مشورہ دینا ترک کر دینا۔

(ح) اوشٹ تیاگ۔ خصوصیت سے اپنے لئے بنائے ہوئے بھوجن کو نہ لے کر بطور تخفیف کے بھوجن جو دنیاوی انسانوں نے اپنے لئے بنایا ہو اُس میں سے لینا۔

(۲۶) ظاہرا یہ پابندیاں ضرور سخت معلوم ہونگی۔ لیکن عادت پڑ جانے سے

اور جیووں کے دُکھہ دینے کی عادت سے کیسے بچے گا!

(۱۱) سچے اور جھوٹے مذاہب کی پہچان صرف اسی ایک بات میں ہے
سچا دھرم اہنسا کا ہادی ہوگا۔ اور جھوٹا دھرم ہنسا سکھائیگا۔

(۱۲) بھگوان مہاویر سوامی نے دھرم دیو سے فرمایا۔ اے گوتم! تم سمجھدار ہو سمجھ بوجھ کر خود نتیجہ نکالو۔

(۱۳) مجھ سے پہلے تیرتھنکروں۔ رشبھ دیو سے لیکر پارسناتھ تک نے
اِس بات پر زور دیا ہے کہ جو اپنے لئے نہیں پسند کرتے وہ اوروں
کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

(۱۴) کون چاہتا ہے کہ اُسے کوئی مارے۔ اُسے کوئی دکھی کرے!
اور جب وہ دکھ سے خود بچنا چاہتا ہے تو پھر اوروں کو غلط مذہبی وہم
میں پڑکر کیوں ستائے اور کیوں دکھی کرے!

(۱۵) آدمی ورت اور تپ میں دڑھ ہو جانے اور اُسکے ہر کام میں درڑھتا
آجاویگی۔

(۱۶) جھوٹ کبھی نہ بولے سچی باتیں کہے۔

(۱۷) سچ بات بھی پریم اور محبت کے ساتھ بولے۔ اگر سچی بات سے کسی کا
دل دکھتا ہے تو بلا ضرورت اُس کا اظہار نہ ہو۔ ایسی حالت میں خاموش
رہنا ہی اچھا ہے۔

(۱۸) کسی کی چیز کو بغیر اُسکے مالک کی رضامندی سے ہاتھ نہ لگائے۔

(۱۹) زندگی سیدھی سادی رہے۔ خیالات اُونچے ہوں۔

(۲۰) روزانہ مصروفیت کے کام میں باقاعدگی رہے۔

لطیف ہوتا جائیگا۔ اور انسان حقانیت اور روحانیت کے اصول کو
بہ آسانی ذہن نشین کرتا چلے گا۔

(۷) جو کسی کو ستائیگا۔ ستایا جائیگا۔ جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائیگا۔ کرم اور کرم کے مکافات کا قانون اٹل۔ بے لوث اور بے رو رعایت والا ہے۔

(۸) **سوال**۔ جب کرم ہے اور کرم کی سزا ہے تو پھر کرم کی سزا دینے والے کے وجود کو صحیح ماننا پڑے گا؟

جواب۔ تم پھر ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کے فرضی اور وہمی چکر میں پڑ گئے! یہ وہم تم کو ناحق رہ رہ کر ستاتا ہے۔ اجی! جو شخص جیسا کرم کرتا ہے۔ اُس کرم کی سزا و جزا کی جڑ خود اُسکے دل کے اندر رہتی ہے تم کھاتے پیتے ہو وہ تمہارے اندر داخل ہوکر اپنا خاص اثر پیدا کرتا ہے یا نہیں؟ میٹھا کھاؤ منہ میٹھا ہوگا۔ کڑوا کھاؤ منہ کڑوا ہو جائے گا کرم کی سزا و جزا ایسی ہی چلتی ہے۔ اِس سے کسی وہمی خدا کی ہستی کیسے تسلیم کی جائے۔

(۹) وحشیوں کا مذہب خونخواری۔ اور خوں ریزی کا محترک ہے اور با اخلاق اور مہذب لوگوں کا مذہب بالکل اسکے برعکس پاؤ گے۔

(۱۰) وہ اچھا خدا ٹھہرا جو قربانی کراتا ہے۔ خون اور گوشت کی بھینٹ لیتا ہے جو وہمی باطل پرست اِس باطل عقیدے کا پابند ہوگا وہ ہنسا خونریزی

پچیسواں باب

(۱) معرلج یا جین اشٹ کا تصور دیا اور رحم جین دھرم کے خاص اصول ہیں اور جو تفصیلی ہدات ہیں وہ انکی مؤید اور معاون ہیں۔

(۲) آدمی سب کچھ کرے لیکن دلآزاری سے بچتا رہے ہنسا نہ کرے یہ جملہ بہت سیدھا سادہ ہے۔ لیکن علم و عمل کے نقطہ نگاہ سے جین دھرم کا تو یہ بنیادی اصول ہے۔ اوروں کے عملدرآمد کے لئے بھی یہ طلائی اصول ہے۔ اور اس میں سب کچھ آجاتا ہے۔

(۳) جو دل آزار نہ ہوگا۔ اُسکی ذات سے کبھی ایسا فعل سرزد نہ ہوگا جو دوسروں کے رنج۔ ایذا۔ اور مصیبت کا باعث ہوگا۔

(۴) اہنسا کا پابند کسی کام کے کرنے سے پہلے ہمیشہ سوچ لیا کریگا کہ آیا اُسکے کام سے اوروں کو دکھ تو نہ پہنچے گا اور وہ محتاط بن جائیگا اور جہاں احتیاط کی عادت بڑھ چلی پھر وہ اہنسک ہو جاویگا۔

صرف اہنسا کا مضمون سمجھ لیا جائے اور سب کچھ سمجھ میں آجائیگا صرف ایک اہنسا کا عمل و شغل رہے اور اس کے عامل میں دھرماتما بننے کی تمام خوبیاں آجائیں گی۔

(۵) اور اخلاقی مکروہات اور مذموات سے کلی اور قطعی نجات مل جائیگی۔

(۶) اہنسا ہی سب سے بڑا دہرم ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی دہرم نہیں ہے اہنسا (غیر دل آزاری) سے۔ اخلاق شستہ۔ پاکیزہ۔ اور

کریگا۔ اسکی توعقل بھی ٹھکانے نہ ہوگی۔

(۹) جو گوشت کھاتے ہیں وہ پاپی ہیں اور اُن کا پاپ کئی طرح کا ہوتا ہے
اول اس غذا کی وجہ سے معصوم جانور ہلاک کئے جاتے ہیں جو ہنسا ہے
دوسرے گوشت کھانے والے میں حیوانی جذبات بہ کثرت پیدا ہوتے ہیں
تیسرے وہ ناحق اُن حیوانوں کی بیماریوں کا وارث ہوتا ہے۔ گوشت
انسان کی غذا نہیں ہے۔

(۱۰) یہی کیفیت سڑی گلی چیزوں کی بھی ہے۔ سڑاند ہو۔ خود بیماری ہے اور
سڑی گلی چیزوں میں نہ رینگنے والے کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ
بیماریوں کے جراثیم کا مخزن بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی غذا کھانے
والا ہمیشہ کاہل۔ بدتمیز اور بے مصرف بن جاتا ہے۔

(۱۱) رات کو صرف نشچر۔ نشاچر (رات کے وقت غذا کی تلاش میں چکر
لگانے والے) کھاتے ہیں۔ انسان نشچر (رات کا چریہ کرنے والا)
نہیں ہے وہ دن چر (دن کا چریہ کرنے والا ہے) کوئی دن چر رات
کو نہیں کھاتا۔ اور نہ پیتا ہے۔ ایک بات یہ ہوئی۔
دوسری یہ کہ رات کے وقت کیڑوں مکوڑوں کے پیٹ کے اندر
چلے جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

میں خشکی آتی ہے۔ اور آگے چل کر انہیں سے زندگی کی گھٹت ہوتی ہے

(۲) ورت پر قائم رہنا اور تپ کی زندگی بسر کرنا۔ کمزوردلوں کا کام نہیں ہے
یہ کسی دلیر اور سورما کا کام ہے اِس کے لئے دل کی سخت مضبوطی چاہیئے

(۳) جگت سلسلہ موت و حیات بدستِ دشمن ہے اِس پر قابو پانا اور اسے زیر کرنا آسان بات
نہیں ہے۔ یہ سوسو ناچ نچاتا ہوا۔ ہنستا۔ کھیلتا۔ لالچ اور ترغیب دیتا ہوا
مارتا ہے۔ اِس کے داؤ پیچ ایک نہیں ہیں۔ اَن گنت ہیں۔

(۴) صرف وردھمان جیسی پاک اور مضبوط طاقتیں اُس پر غالب آتی ہیں یا
جو اُنکے نقش قدم پر چل کر اُن کی نسبت سچا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اُن
میں ایسی طاقت اور لیاقت آجاتی ہے۔

(۵) اِس نے مہاویر وردھمان تک پر حملہ کیا تھا۔ لیکن اِن پر اُس کا زور
نہیں چلا۔ کمزوروں کو تو یہ پیس ڈالتا ہے۔ اور اس دنیا میں کون سا
آدمی ہے جو اس کے ہاتھ سے تنگ نہیں ہے۔ یہ سب کے سب رات
دن نالاں رہتے ہیں اور پھر بھی نجات کی فکر نہیں کرتے۔

(۶) تپ اور ورت اسکے مغلوب کرنے اور مغلوب رکھنے کے یقینی اوزار ہیں

(۷) جن دھرم کا وشواس۔ تیرتھنکر کی معراج ہر وقت خیالی نگاہ کے سامنے رکھیگا

(۸) نشہ کی چیزوں کے استعمال سے جسم۔ دل۔ اور دماغ میں مکروہ حدت
پیدا ہوتی ہے جو جسمانی دلی اور دماغی کل کے پرزوں کو جلد جلد
غارت کر دیتی ہے۔ اور انسان میں ضعف دل ضعف دماغ اور ضعف
جسم کے عارض پیدا ہوتے ہیں (ایسا شخص) ایثار نفسی اور ریاضت کیا خاک

کہلاتے ہیں*۔

چوبیسواں باب

ریاضت

(۱) شردھا (ایمان) وشواس (یقین) دھرم کی بنیاد ہیں۔ انسے قوت ارادی

*ہاصوفیوں کی اصطلاح میں ان الفاظ کی تاویل مختلف طریقہ میں کی جاتی ہے۔ میں نے صرف لفظی اور معنوی تناسب کی نظر سے یہ معنی پہنائے ہیں۔ وہ علم الیقین کو معمولی گیان۔ حق الیقین کو حقیقی گیان اور عین الیقین کو اس گیان کے موافق ویسا ہی بن جاتا ہے اور عین الیقین ہو جاتا ہے جین دھرم کی اصطلاحات گیان درشن اور چرتر۔ یادہ خوبصورت اور واضح اور سادہ ہیں اور صوفیوں کی اصطلاح کی بہتر اور صحیح تر مراد ذہن نشین کراتی ہیں۔ (مصنف)

**۲۔ بودھوں کے ترے تن (۱) بدھ۔ دھرم (۲) دھرم اور (۳) سنگھ (صحبت) ہیں ہندوں کے ترے رتن (۱) ست (۲) چت (۳) آنند یا برھما۔ وشنو مہیش کی ترمورتی ہے۔ عیسائیوں کے ترے تن (۱) روح القدس (۲) خدا روح القدس (۳) خدا۔ باپ۔ خدا بیٹا ہیں۔ اس مشابہت میں کہاں تک ان سب میں تقلیدی سامان ہے غور طلب مضمون ہے۔ اور صوفیوں کے تین رتن (۱) حق الیقین (۲) علم الیقین اور (۳) عین الیقین ہیں۔ ترے رتن لفظ یا اصطلاح کا استعمال صرف جین اور بدھ دھرم میں ہے باقی لوگ اس تثلیث کو مانتے تو ہیں لیکن مختلف اصطلاحی کے ساتھ۔ بدھ دھرم کسی معنی میں جین مت کے بعد کی شق ہے اور اس لئے اس میں زیادہ تقلید ہے (مصنف)

اور آلائشات کی نجکنی کر کے حقیقت کو دکھاتا ہوا حقیقی معراج کی طرف لیجاتا ہے ۔

(۳) (۱) تیرتھنکروں کے بیان کئے اصولوں پر اعتقاد کرنا (۲) اُنکے نقطۂ نگاہ کے مواقف اشیا کی ماہیت کو سمجھنا (۳) اُنکے طرز عمل کی پیروی کرنا۔ یہ تثلیثی مختصر اصول ہیں ۔ وان باتوں کی پیروی سے کے سلسلہ میں تمام دنیاوی قید وبند کے رشتوں کو پاش پاش کر کے تیرتھنکروں کی طرح باکمال اور مکمل ہو کر مکت ہو جانا معراج ہے ۔

(۴) ان تین باتوں کے اظہار کے لئے جینی اصطلاح (۱) سمیک درشن ۔ (۲) سمیک گیان (۳) سمیک چرتر ہیں ۔ (۱) درشن ۔ اعتقاد ۔ شردہان ۔ یا یقین سے ہے (۲) گیان جوہر یا تتوں کی ماہیت کا علم ہے (۳) اور چرتر ۔ عمل ہے ۔

(۵) یوں ہی معمولی طور پر انکی پیروی نہ کی جائے ۔ بلکہ ان کی پیروی میں سمیکت یعنے سچے عقیدے ۔ اور سچی نیت کا شمول رہے ۔

(۶) اعتقاد کرو! جانو! اور کرو ۔ صرف تین باتیں ہیں ۔

(۷) سمیک درشن ۔ صادق الاعتقادی (سچا یقین ہونا ہے)
سمیک گیان ۔ صادق العلمی ۔ سچا علم ۔ صحیح جاننا ۔ اور
سمیک چرتر ۔ صادق العملی ۔ سچا عمل ہے ۔ ×۱

(۸) یہ درشن گیان اور چرتر جین دھرم کی کتابوں میں رتن یا تین جوہر،

پر یقین رکھتے ہیں جب انھوں نے لمحہ لمحہ بدلنے والے وگیان کو معراج تمنا بنا لیا تو پھر آنکی ذات سے کرم دھرم کی پابندی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

تیئیسواں باب

سمیک درشن سمیک گیان سمیک چرتر

(۱) جین دھرم کے اصول بالمختصر کیا ہیں؟

جین دہرم دراصل سیدھا سادہ علمی طریق ہے۔ اُسکی یہاں اسقدر تصنع اور بناوٹ نہیں ہے جیسا کہ اور مذاہب کی کیفیت ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ وہ بالکل قدرتی طریق ہے اور مفروضات اور توہمات کے دام میں کسی کو پھنسانا یا پھنسا رکھنا اسکا مقصود نہیں ہے۔ یہ باتیں مجلسی مذاہب سے زیادہ مخصوص ہیں جو اپنے خاص گروہ کی مجلسی تقویت کی نظر سے طرح طرح کے ضوابط وضع کرتے رہتے ہیں۔×

(۲) اس کا حقیقی مقصد صرف نجات او مکتی ہے۔ اور دنیاوی نفع نقصان کی طرف نظر نہیں ہے۔ ایک طرف وہ بالکل فقیرانہ طریق ہے جو ملوثات

× یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے۔ میں جین دہرم کے کتابوں کے مطالعہ سے اِس نتیجہ پہنچا ہوں اور اس لئے اِس کا مختصر اور سادہ خاکہ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ اصل میں ہندوں کی تقلید میں انکے یہاں بھی ایسے ایسے ظاہرا غیر عمل ضابطوں کی بھرمار ہوگئی ہے کہ نیا آدمی بالکل گھبرا جاتا ہے اور اسکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنی ذاتی رائے کا ذمہ دار خود ہوں۔

(مصنف)

ہستی نہ رکھتا ہوا نظر آرہا ہے۔ ان سے کوئی پوچھے۔ بھلے مانسو! تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اور کس سے کہہ رہے ہو آخر تم اور تمہارے سننے والے تو ہیں!

(۸) کیا یہ لوگ جگت کا بیوہار نہیں کرتے؟ کیا یہ کھاتے پیتے سوتے جاگتے نہیں۔؟ کیا یہ پڑھتے لکھتے نہیں؟ پھر ایسی بے تکی باتیں کیوں کرتے ہیں!

(۹) اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے کہ یہ جگت رسّی کا سانپ مرگ ترشنا کا جل۔ اور سیپ میں چاندی کا بھرم ہے جیسا کہ یہ مثالیں دیا کرتے ہیں تو یہ جگت نظر کسے آتا ہے۔ اس نظارہ کا دیکھنے والا کون ہے۔ اور کیوں وہ ایسا دیکھتا ہے!

(۱۰) یہ مثالیں بھی غلط سلط ہیں جس رسّی کے دیکھنے سے کسی کو سانپ کا بھرم ہوا۔ تو اس کی باتوں سے آپ ظاہر ہے کہ سانپ کی پہلی کوئی ہستی رہی ہوگی۔ جسے اس نے دیکھا ہوگا۔ اس کے دل میں خیالی طور پر سانپ کے دیکھنے کا اثر موجود رہا ہوگا۔ اس لئے اسے رسّی میں سانپ کا بھرم ہوا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔

(۱۱) غرضیکہ یہ سب کی سب اناپ شناپ باتیں ہیں جو بغیر سمجھے بوجھے وقت بے وقت بھرے ہوئے آدمیوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں۔

(۱۲) یہ سب کے سب۔ تپ۔ تشرت۔ اور ورن سے خالی ہیں اور ان کی باتیں بکواس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اس طرح اور بھی کتنے خیال والے ملیں گے جیسے چھنک وگیان وادی وغیرہ جو لمحہ لمحہ وگیان کے بدلنے

یہ مختلف قسم کے جیو جنتو۔ مٹی۔ پتھر جو موجود ہیں سب کے سب ایشور ہیں۔ یہ بھی بالکل نادانی کی گفتگو ہے جو واقعہ کے برخلاف ہے۔

(۳) صاحب غذا ایشور۔ غذا ایشور۔ جس برتن میں غذا رکھی ہے۔ وہ بھی ایشور ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ اس میں کوئی سار نظر نہیں آتا۔

(۴) ایشور کرم کرتا ہے۔ ایشور کرم پھل دیتا ہے۔ ایشور ہی دکھ سکھ بھوگتا ہے۔ ایشور ہی نرک۔ سورگ ہے۔ ایشور ہی نرک سورگ میں جاتا ہے۔ کیا یہ ایشور کہیں جنونی یا باولا تو نہیں ہو گیا ہے! ایسے خیال والے بھولے ہوئے ہیں۔ اور سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۵) کسی کسی کی رائے میں ایشور ایک ہے اور اسکے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ایشور ایک ہے تو ایک کا لفظ دو کی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ جب دو ہوتے ہیں تب ہی انسان تمیز کرکے اُن کو ایک دوسرے کا نام دیتا ہے اور جہاں یہ رعایت اور نسبت نہ ہو تو وہاں کون کسے ایک کہے اور کون کسے دو کہے یہ سوچنے کی بات ہے۔

(۶) جب دو ہوتے ہیں تب ہی ایک دوسرے کی کہتا سنتا ہے۔ سوچتا اور سمجھتا ہے اور جہاں دو کا وجود ہی نہیں مانا جاتا تو کہنے والا نادان۔ سننے والا باؤلا۔ اور ماننے والا احمق ہے۔

(۷) کسی کسی کی رائے میں اس جگت کا کوئی وجود ہی نہیں۔ یہ گدھے کے سینگ۔ اکاس کے پھول۔ اور بانجھ عورت کے لڑکے کی طرح ہے یہ یوں ہی آن ہوا

تعلق ہے تو جینی اُسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

(۱۲) تیرتھنکروں کا دوسرا نام جنیندر یا جنیشور بھی ہے۔ دونوں کا مطلب جنوں کے سردار ہادی اور پیشوا سے ہے۔ جنھوں نے اندریوں کو جیت لیا ہے وہ جِن ہیں اور جنکو ان جنوں (قادر النفس ہستیوں میں فوقیت اور سبقت کا رتبہ (الیشوریہ) ہے وہ جنیندر یا جنیشور ہیں

(۱۳) یہ اصطلاحات بہت واضح اور صاف ہیں۔ مبہم یا مذبذب نہیں ہیں۔

(۱۴) تیرتھنکر اپنے کمال کی وجہ سے گورو ہیں۔ اور جنہیں اپنی بھلائی کا خیال ہے وہ اُنکے اور جو اپنی سچی بھلائی کر رہے ہیں اُنکے بھی گورو ہیں

بائیسواں باب

فلسفیانہ نظر سے اعتراضات

(۱) کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو کچھ نظر آرہا ہے الیشور ہی الیشور ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟ اگر یہ جگت الیشور ہے تو جگت تو دکھ سے بھرا ہوا ہے۔ پھر الیشور بھی دُکھ ہی ٹھیرا۔ ایسا کہنا نادانی ہے۔ ایسا کہنے والا کیا الیشور ہے؟ اگر وہ الیشور ہے تو پھر وہ اپنی زبان سے آپ اپنے اُصول کی تردید کر رہا ہے۔ اگر ایک ہی الیشور ہے اور وہی سب میں محیط ہے تو پھر کہتا .... ہے۔ اور کس سے کہتا ہے۔

(۲) اگر یہ مان لیا جاوے کہ سارا جگت الیشور ہے تو اِسکے معنی یہ ہوئے کہ

یں دبی پڑی ہوئی ہیں۔ جب سمیک درشن۔ سمیک گیان اور سمیک
چرتر کا موقع ملے گا یہ ابھر کھڑی ہونگی۔ پھر تمہیں خود اپنی نسبت
حیرت ہونے لگے گی۔

(۶) یہ تمھارا اپنا حال ہے۔ پھر تیرتھنکروں کا کیا کہنا ہے جو انسان کامل ہیں۔
(۷) تیرتھنکر سروگیہ ہوتے ہیں یعنی اُسکے ممکنات ہیں۔ اُن میں سروگیتا
مکمل طور کی ہے۔ تیرتھنکر کسی حالت میں محدود المراد لفظ نہیں ہے یہ
نہایت وسیع المراد اصطلاح ہے۔
(۸) سروگیہ۔ سنسکرت مادّہ سرو (تمام۔ کمال۔ اور کل) گیہ (جاننے والے)
سے نکلا ہے۔ جو ناظر کل۔ عالم کل۔ اور واقف کل ہو۔ اُسے سروگیہ
کہتے ہیں۔
(۹) جو اوصاف اس فرضی ایشور سے منسوب کئے جاتے ہیں اور جن پر سینکڑوں
اعتراضات کئے جا سکتے ہیں۔ اُن کی طرف آریہ دھرم یا جین دھرم کی
نظر نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ بالکل بے تکے پن کی باتیں اور بے دلیل ہیں۔
جینی سروگیہ تیرتھنکر کو سب کچھ اور سب سے بڑا مان کر اُسی کی تعلیم کے
موافق اپنی عملی زندگی گھڑتے ہیں۔
(۱۰) جینیوں کا آدرش یا معراج۔ سروگیتا اور نروان (نفسانیت اور مادیت
کے جذبات کو پھونک کر اڑا دینا) ہے۔
(۱۱) غرض تو معراج یا مقصد اعلیٰ کی تکمیل ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے اور
اگر یہ نہیں ہے اور صرف زبانی جمع خرچ یا مفروضات اور توہمات کا

اور وہی ایشور کا خیال قدیم ہی۔ لیکن اصل میں یہ ابتدائی زمانہ کے وحشی انسانوں کا وہم ہے مہذب عقیل۔ اور دانشمند انسان کبھی اسے صحیح نہیں تسلیم کرتا۔

(۳) تم ایشور کو قادر مطلق اور قادر کل تسلیم کرتے ہو۔ ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایشور اپنے جیسا دوسرا ایشور پیدا کر سکتا ہے؟ اگر نہیں پیدا کر سکتا تو اسکی قدرت و طاقت محدود اور مجزوی ہوئی یا غیر محدود اور کلی ٹھہری؟ کیا ایشور کسی مخلوق کو اپنی سلطنت سے جلاوطن کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو پھر وہ زمینی راجاؤں سے بھی گیا گذرا ہو گیا۔ جنھیں یہ مقدرت حاصل ہے۔ ذرا سوچنے کی اور غور کرنے کی بھی عادت کرو۔

(۴) انسان کو صرف نادان آدمی ہی محدود المراد یقین کر سکتا ہے تم اپنے باطن میں داخل ہو کر سوچو تو سہی! تم حد بے حد۔ اور حد بے حد کی حالت کے خیال کو اپنے دل کے اندر جگہ دیتے ہو یا نہیں دیتے! وسعت محدودیت کا تصور تم میں ہے یا نہیں! اگر ہے تو تمہارے دل کا ظرف چھوٹا ہے یا بڑا ہے؟ یہ تمہاری کیفیت ہے۔ پھر تم محدود المراد کیسے کہے جا سکتے ہو۔ انسانی ممکنات پر ذرا غور کرو۔ اور پھر اپنی عظمت اور بزرگی کے آپ قائل ہونے لگو گے

(۵) بھرم اور اگیان کے زیر اثر تمہاری تمام طاقتیں جہالت کے پردوں

(۳۷) جنہوں کام کرودھ لوبھ موہ وغیرہ جذبات کو سموئر(روک تھام) کرکے نرجرا(دفعیہ) کرلیا ہے اور مکت ہو گیا ہے صرف وہ تیرتھنکر ہے جسکے قول فعل اور خیال میں ہنسا یا ضرر رسانی کا شمہ بھی وصف باقی نہیں رہتا وہ تیرتھنکر ہے۔

(۳۸) تیرتھنکر اہنسا مجسم خواہ معصومیت مجسم کہے جاتے ہیں اور کہے جاسکتے ہیں۔

(۳۹) یہ ہمہ دخلائق بنکر بیخوفی کے ساتھ حقیقت کا اظہار کرتے ہیں اور ناقص مفروضات اور توہمات سے جیووں کو نجات دیتے دلاتے ہیں یہ اُن کا الشانی کمال ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ سب سے زیادہ قابل تعظیم قابل پرستش اور قابل ستایش سمجھے جاتے ہیں۔

اکیسواں باب

اعتراضات

(۱) الشان انسان ہے۔ ایشور ایشور ہے۔ انسان محدود الطاقت محدود اللیاقت اور محدود الجسامت ہے۔ ایشور وسیع الطاقت وسیع اللیاقت ہے اور اگر اُس میں جسامت فرض کر لیجائے۔ تو وہ محیط کل جسامت والا ہے۔ وہ راجہ ہے۔ مخلوقات اُسکی رعیت ہے۔ اور یہ جگت اُس کی وسیع سلطنت ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ تیرتھنکروں نے انسان ہوکر کس طرح ایشور بننے کی جرأت کی۔ اور ایشور کے متعلق قدیم خیال کے تردید کا حوصلہ کیا؟

(۲) ان سب اعتراضات کا جواب تو آچکا۔ یہ بتا دیا گیا کہ گو اس فرضی

(۴۲) جیو کو اجیو پر فوقیت ہے۔ یہی جیو جب سدھ ہو جاتا ہے تب انسان کامل بنتا ہے۔ ہر جیو اور ہر انسان کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خطاب صرف تیرتھنکروں کے لئے موزوں اور با محل ہے۔

(۴۳) زندگی دکھ ہے۔ پریشانی اور مصیبت ہے۔ زندگی کے ہر مرحلہ میں چاہے وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں دکھ اور عذاب ہے جو ہر حالت سے گذرتا۔ اور ہر کیفیت کا تجربہ اور مشاہدہ کرتا ہوا گیا۔ مادیت سے جس کی کامل طور پر علیحدگی ہو گئی اور جو خالص روحانیت کا مجسمہ بن گیا ہے اُسے تیرتھنکر کہتے ہیں۔

(۴۴) تیرتھنکر بننا آسان نہیں ہے۔ انکے رستہ میں بڑی بڑی سختیاں آتی ہیں۔ امتحانات آتے ہیں۔ آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور جب یہ سب میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور بالکل آزاد مطلق بنجاتے ہیں تب ہی تیرتھنکر کہلاتے ہیں۔

(۴۵) مادیت کی زندگی کے ہر طبقہ سے گذرنے پر انکا علم، ادراک عرفان وسیع ہوتا ہے۔ یہ وہمی اور فرضی عقائد کی اپنے دلوں سے قطعی اور کلی طور پر بیخ کنی کر دیتے ہیں

(۴۶) چونکہ تجربات مشاہدات تخیلات اور محسوسات میں حد درجہ کی وسعت آجاتی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ جیو اجیو کے لپیٹ میں پڑا ہو مختلف اقسام کے دکھ بھوگتا رہتا ہے انکو رحم آتا ہے اور سچی انسانی ہمدردی کے خیال سے نجات کے رستہ کی رہنمائی کرتے ہیں

اُس نے اِس جگت کی بنیاد ڈالی تو کیا اِس سے پہلے وہ بیکار پڑا ہوا تھا؟ ۔

(۲۷) تم نے یہ کہا کہ کارج کو دیکھ کر کارن کا انومان ہوتا ہے ۔ تو پھر یہ بتاؤ کہ اگر بفرض محال تم یا کوئی شخص اُس ایشور کو دیکھ لے تو کیا اُسکے دیکھنے سے یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ اس ایشور کا بنانے والا بھی کوئی ہے ۔ پھر سوال و جواب کا سلسلہ لامقطوع ہوگا ۔

(۲۸) تیر تھنکروں نے یہ تعلیم دی ہے کہ یہ جگت انادی ہے اور جیو اور اجیو بھی انادی ہیں ۔ یہ جو کچھ تم یہاں حرکتی کیفیت دیکھتے ہو وہ جیو اور اجیو کے میل کا نتیجہ ہے ۔ اس میں کسی خاص فرضی یا حقیقی ایشور کا ہاتھ نہیں ہے ؛

س ۔ جب ایسے ایشور کا وجود کسی دلیل سے ثابت نہیں تو پھر پرماتما کسے کہتے ہیں ؟

ج ۔ اصلی پرماتما تیر تھنکر ہی ہیں ۔ جنکی دھیان اوستھا کی پرتمایاں ہمارے خیالات کو ترک و تجرد کے مرکز پر کھینچ سکتی ہیں ۔

(۲۹) تیر تھنکر کوئی عجیب المخلوق نہیں ہیں ۔ تیر تھنکر انسان کامل کو کہتے ہیں

(۳۰) انسان کامل تمام دنیا میں اشرف ۔ اکبر ۔ اجمل ۔ احسن ۔ اور افضل ہے ۔ زمین و آسمان میں اُس سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے ۔

(۳۱) یہاں مغالطہ میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ ہر انسان ۔ انسان کامل ۔ نہیں ہے ۔ گو ہر انسان کے اندر کامل ہونے کے کمالات فطرتاً موجود ہوں ۔

کسی عقلی دلیل یا حجت سے نہیں ہو سکتی۔

(۲۲) جگت کو دیکھ کر اُس کے بنانے والے کا انومان ہوتا ہے جیسے مٹی کے گھڑے کے دیکھنے سے کمہار کا خیال خود بخود پیدا ہوتا ہے کیا یہ خیال غلط ہے!

(۲۳) یہ خیال بالکل غلط ہے۔ انومان کی جانچ بھی تو ہوتی ہے۔ جو لوگ یقین کرتے ہیں کہ ایشور نے نیستی سے ہستی کو پیدا کی۔ اُنھیں سوچنا چاہیے کہ بغیر کسی چیز کی ہستی کے اُس کے سلسلے کی اور اشیاء پیدا نہیں ہو سکتیں۔ جیسے دودھ نہ ہو تو دہی۔ چھاچھ۔ مکھن۔ اور گھی نہیں بن سکتے۔ اگر یہ لوگ اِس بات کو مانتے ہوتے کہ کوئی شے پہلے سے موجود تھی تب بھی کچھ کہنے سننے کی بات ہوتی۔

(۲۴) اگر اُنکے کہنے کے موافق ان کا ایشور دائم اور قائم بالذات ہے۔ تو اُسکے رہنے کی جگہ کو بھی دائم اور قائم بالذات ہونا چاہیئے۔ وہ بتائیں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ بڑا ہے یا چھوٹا ہے۔ لطیف ہے یا کثیف ہے اگر بالفرض محیط کُل ہے۔ تب بھی مقام کا ہونا لازمی ہے۔ اور جب مقام اور مقامی دونوں ہی ہوئے تو پھر وہ ایشور محیط کل کبھی نہیں ثابت ہو سکتا۔ بلکہ وہ ناقص اور محدود ہوگا۔ وہ اپنے مقام سے گھرا ہوا ہوگا۔

(۲۵) بغیر علت کے معلول کی ہستی محال ہے۔

(۲۶) ایشور نے کسی کی پریرنا (حرکت) سے اگر رچنا کی تو وہ اُس پریرنا کرنے والے کا محتاج ہوا۔ قادرِ مطلق نہیں ٹھیرا۔ اور اگر بغیر کسی کی تحریک کے

دی گئیں یا دی جاتی ہیں وہ سب پوچ اور لچر ہیں۔ ایسے ایشور ماننے والوں کو ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ معقولیت کے ساتھ اُسے ثابت نہیں کر سکتے تو جبر اور سختی پر تل جاتے ہیں اور اودہم مچاتے ہیں۔ خونریزی کرتے ہیں اور ہنسک ہو جاتے ہیں۔ اپنے ارد گرد ایسے ایشور ماننے والوں کی حالتوں پر نظر کرو اور خود تمہاری سمجھ میں آ جاویگا۔

(۱۸) اہنسا پرم دھرم ہے۔ معصومیت اور غیر دل آزاری سے بہتر کوئی آئین نہیں ہے۔ یہ انسانی اخلاق کا بھی طلائی اصول ہے۔

(۱۹) اگر اہنسا پرم دھرم ہے تو ہنسا پرم ادھرم ہے جس ایشور کے ماننے والے عملاً۔ قولاً۔ خیالاً ہنسک ہیں تو نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرو کہ وہ دہرماتما ہیں یا ادھرماتما!۔

(۲۰) ایشور کے ماننے والوں کو دھرماتما ہونا چاہیئے۔ جو جس خیال کا ہی اُسی خیال کی عملی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جو فعلاً۔ رسماً یا رواجاً ایشور کے نام پر نرمیدہ (انسانی قربانی) اجامیدہ (بکری کی قربانی) اشومیدہ (گھوڑے کی قربانی) پشومیدہ (حیوانوں کی قربانی) کرتا کراتا ہے وہ ہنسک ہے یا اہنسک!۔

(۲۱) آخر یہ ہنسا کہاں سے آئی؟ جب یہ ایشور ہنسک ہوگا۔ تب ہی تو اُسکے پوجنے والے ہنسک ہوتے ہیں۔ کیونکہ دیوتا کے گن کرم اور سوبھاؤ سب اُسکے پوجنے والوں میں خیالی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے جسکی تردید اور تطلان

(۱۴) س۔ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ تیرتھنکروں نے ویدک ایشور کے
برخلاف تعلیم دی ہے۔ وہ اس کے قابل نہیں ہیں۔
کیا یہ خیال صحیح ہے؟

(۱۵) ج تیرتھنکروں نے کسی کی مخالفت یا موافقت کو اپنا
اصول نہیں بنایا۔ انہوں نے حقیقی معنے میں حقیقت
کی تعلیم دی ہے۔

(۱۶) ویدک ایشور دھوکا ہے۔ مغالطہ ہے اور بھرم ہے۔ جو لوگ اس کے
عقیدے کو مضبوط کرینگے اُن میں بعوض مضبوطی کے ہمیشہ کمزوری
رہیگی۔ کیونکہ کمزور خیال کو طاقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج زبردستی
ایک بات کو صحیح مان لو۔ کل جب تجربہ اور علم کو وسعت ہوگی تب کیا
کروگے! اُسوقت افسوس معلوم ہوگا۔ اور عمر اور وقت کے ضائع ہونے
کی وجہ سے آخر میں جو افسوس ہوگا وہ بھی دکھ کا باعث ہوگا۔"
آدمی بالطبع نہ بھرم کو پسند کرتا ہے اور نہ بھرمنا چاہتا ہے۔ اور جب
اُسے اچھی طرح ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ کوئی بات بھرم ہی بھرم تھی
تب وہ افسوس کے ساتھ اُس سے کنارہ کش ہونے کا خواہشمند ہوتا ہے

(۱۷) سمجھدار آدمی معمولی سمجھ سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایشور نظر نہیں آتا۔ نہ
فرضی ایشور کے ماننے والوں نے کبھی ایشور کو دیکھا۔ نہ منوانے والوں
ہی نے اُس کا درشن کیا۔ اُسکی ہستی کے متعلق جتنی عقلی دلیلیں

کہ وہ یوں ہی رچنا کیا کرتا ہے جس میں اُسکے پیدا کئے ہوئے جیو دکھ اور مصیبت بھوگتے ہیں تو عقل اس نتیجے پر پہنچے گی کہ یا تو وہ پاگل اور دیوانہ ہے جو یوں ہی اناپ شناپ بغیر سمجھے بوجھے کام کرتا ہے۔ اور یا نہایت ظالم ہے جو اپنے ظلم اور ستم کے جذبات کو پورا کرنے کے لئے اس قسم کی رچنا کیا کرتا ہے۔

(۹) اِس ایشور نے کہاں سے کس طرح اور کس میں سے اِس جگت کو پیدا کیا؟۔

جواب (۹) اگر یہ کہا جائے کہ ایشور نے اپنے میں سے جگت کو پیدا کیا تب تو وہ خالی خولی رہ گیا۔ اور یہ ایشور مہا دکھی ہوگا جس کا ایک جزو یہ دکھ مئی سنسار ہے

(۱۰) اگر ایسے ایشور وادی (ایشور کے ماننے والے) یہ کہیں کہ دُکھی جگت کو پیدا کرنا اُس کا گن کرم اور سوبھاؤ ہے تب تو یہ حد درجہ کی مذاق کی بات ہوگی

(۱۱) غرضیکہ کسی طرح سے کسی نقطۂ نگاہ سے ایسے فرضی۔ وہمی اور خیالی ایشور کی ہستی کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔

(۱۲) ایشور صرف ایشوریہ والے کو کہتے ہیں۔ اور یہ ایشوریہ یا اقتدار جس میں نظر آتا ہے وہ ایشور ہے۔ اور جس میں مکمل اقتدار ہے۔ وہ پرماتما ہے۔

(۱۳) جینی صرف اِس پرماتما کو اپنا معبود۔ قابل تعظیم اور قابل پرستش قرار دیتے ہیں۔

آتے ہیں۔ وہ بھی تیرتھ کہلاتے ہیں۔ یہ سنسکرت مادہ تری (گذرنے) سے نکلا ہے اور اُس میں تھک ڈانا دی شامل ہے جس نے زندگی کے تمام منازل طے کر لئے ہیں اور ساتھ ہی علمی معلومات کے تمام مرحلوں سے گذر چکا ہے اور جس کے تجربات اور مشاہدات اسقدر وسیع ہوگئے ہیں کہ اُس نے اپنے اُوپر کی تمام مادیت کے خول یا غلافوں کو اُدھیڑ کر پھینک دیا ہے۔ اور سروگیہ ہوگیا ہے اُسکو تیر تھنکر کہتے ہیں۔ پرماتما۔ تیرتھنکر۔ جنیشور۔ اور جنید روغیرہ سب مترادف اور ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ ایشور ایک ہے۔ اور اُسی نے اِس جگت کو رچا ہے۔ یہ خیال جینیوں کے نقطۂ نگاہ سے عام یقین کے برخلاف جاتا ہے۔

جواب (۷) ایسے ایشور کا یقین ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کا عقیدہ ہے جو بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔ معمولی تمیز کے ابتدائی آدمیوں نے جس شے کو عجیب و غریب پایا اُسی کی پرستش کرنے لگ گئے۔ جیسے آگ۔ پانی۔ ہوا۔ بجلی۔ وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ ایک فرضی اور خیالی ایشور بنا لیا جسکی نہ کہیں ہستی ہے۔ اور نہ کہیں جسکی جگہ ہے۔ جین دہرم سمیک گیان کا دھرم ہونے کی وجہ سے ایسے عقیدے اور یقین کا پابند نہیں ہے۔

(۸) اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ ایسا ایشور ہے تو وہاں یہ سوال پیدا ہوتے ہیں کہ ایشور نے اِس جگت کو کیوں رچا؟

جواب (۸) اگر اُس نے کسی غرض سے دنیا کو پیدا کیا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ غرضمند ہمیشہ محتاج۔ ناقص۔ اور غیر مکمل ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے

ایشور مختلف قسم کے جیو بہت سے ہو سکتے ہیں جسکو جس قسم کا ایشوریہ (اقتدار) نصیب ہے وہ اُس اقتدار کی نظر سے اُس چیز کا ایشور ہے۔ جیسے دھن والے کو دھنیشور۔ ودیا والے کو ودیا ایشور۔ پرتشٹھا والے کو۔ پرتشٹھیشور کہا جاتا ہے۔ راجہ نریشور ہے۔ شہر کا حاکم نگریشور ہے۔ یہ ایشوریہ اقتدار کی جزوی جزوی صورتیں ہیں۔ جن میں نقص اور عیب رہتا ہے۔ یہ مکمل نہیں ہوتے۔"

(۳) "اور جس نے جن (فتح) شکتی کو اُبھار کر اندریاں۔ من۔ کال۔ کرم۔ سب کو جیت لیا ہے اور سب پر اُسے اقتدار حاصل ہو گیا ہے وہ جنیشور۔ جنیندر۔ سرو ایشور۔ اور پرماتما ہے "

(۴) "پرماتما ایک ہے یا انیک "

جواب (۴) اب تک اِس کلپ کی نظر سے ایسے چوبیس پرماتما ہوئے ہیں۔ اُنکی نسبت ایک ویا انیک کا سوال غیر موزوں ہے۔ کیونکہ وہ سب کے سب بالکل ایک شمار ہوتے ہیں۔

(۵) "رشبھ دیو پہلا پرماتما تھا۔ اسکے بعد اجیت ناتھ وغیرہ بائیس [۲۲] پرماتما ہوئے پارشوناتھ جی تیئسویں تھے۔ انکے بعد مہاویر سوامی چوبیسویں [۲۴] ہوئے۔ یہ چوبیسویں تیرتھنکر کہلاتے ہیں "

(۶) "تیرتھنکر کون ہے؟ تیرتھنکر کسے کہتے ہیں؟

جواب (۶) تیرتھنکر نام ہے مقدس علوم۔ مقدس مقامات کا اور غاص علوم خواہ مقدس مقامات کے عبور یا طے کرتے وقت جو منازل اور مرحلے

اُن سے آزاد ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ اُسی طرح کرم اور بندھ کے چھوٹ جانے سے مُکت جیوؤں کو خوشی ملتی ہے“

(۱۱) ”یہ بہت بڑا سُکھ کا بھوگ ہے۔ جو صرف کامل گیان شریر والا پرماتما بھوگتا ہے۔ یہ بھوگ اور جیوؤں کے حصہ میں نہیں آتا“

(۱۲) ”اُس سکھ کے لئے ورت دھارن کرنے اور تری رتن وغیرہ سے واقف ہونے کی سخت ضرورت ہے۔

(۱۳) ”موکش کا سہایک سات تتوں کا سمجھ لینا ہے جس کا درشن گیان بیج روپ ہے“

بیسواں باب

تتو وچار (تفہیم اُصول)

سوال:۔ آتما پرماتما کیا ہے؟ ایشور یا پرمیشور آپ کسے کہتے ہیں؟“

جواب:۔ (۱) معمولی زبان میں آتما جیو کو کہتے ہیں جس کے اندر آت (حرکت) اور م (من شکتی قوت خیالی۔ سوچنے کی طاقت) ہو۔ یہ معمولی جیو ہیں۔ جب جیو ان طاقتوں کو ترقی دیتا ہوا سرگیتا یعنی عالم کل۔ قادر کل کی حیثیت میں آجاتا ہے۔ تب اُسی کا نام پرماتما ہو جاتا ہے“

(۲) ”جس میں معمولی ایشوریہ (اختیار حکومت) ہو وہ ایشور ہے۔ ایسے

جیسے ریشم کا کیڑا سوت کی ککڑی بنا کر اُس کے بھیتر مقید ہو جاتا ہے۔"

(۴) شبد۔ سپرش۔ رس۔ گندھ (آواز۔ حس۔ ذائقہ۔ بو) وغیرہ پُدگل کہلاتے ہیں۔ سایہ۔ چاندنی۔ دھوپ۔ وغیرہ کی بھی یہی حیثیت ہے۔ پانی۔ آگ بھی پُدگل ہی ہیں۔ زمین۔ جائداد۔ مکان۔ پہاڑ کو بھی ایسا ہی سمجھو۔"

(۵) ان میں سے کوئی لطیف ہے۔ کوئی کثیف ہے۔"

(۶) تیرتھنکروں نے سروگیتا سے دھرم۔ ادھرم۔ کال۔ اکاش۔ جیو۔ پُدگل کو جان کر جیو کو کرم بندھن سے آزاد ہو جانے کا راستہ دکھایا۔

(۷) جہاں جہاں اور جس جس جگہ میں جیو وغیرہ چھوں دربیہ پائے جاتے ہیں اُسے لوکاکاش کہتے ہیں۔ اور جہاں جس اکاش میں پُدگل نہیں ہیں یا جو باقی پانچ درویہ سے خالی ہے وہ کیول اکاش ہے اور اُس کا نام الوکاکاش ہے۔"

(۸) "کیول اکاش یا الوکاکاش بے حد حساب ہے۔ وہ دائمی ہے بغیر شکل و صورت کا ہے اور جو اُسے دیکھتا جانتا اور سمجھتا بوجھتا ہے وہی شخص سروگیہ ہے۔

(۹) کرم بندھ وغیرہ نے جو مختلف النوع ہیں جیوؤں کو پھنسا رکھا ہے جبتک اُنکی ماہیت سمجھ میں نہیں آتی تب تک جیوؤں کی حیرانی اور پریشانی دور نہیں ہوتی۔"

(۱۰) جیسے جو شخص ایڑی سے لیکر چوٹی تک زنجیروں سے جکڑا ہوا اور

ایک مانتا ہے وہ نادان ہے۔ گیان سے بہت دور رہے وہ بہراتما یعنے خارج بیں اور خارج پسند ہے۔

(۱۷) آدمی کو ویکی اور وچار ہونے کی ضرورت ہے۔ جو بدتمیز اور بدعقل ہے وہ پاپ کو پن سمجھ کر ناحق مصیبت بھوگتا اور سنسار کے جنگل میں بھرمتا بھٹکتا رہتا ہے۔

(۱۸) اگیان سے بچو۔ گیان کا سیدھا رستہ اختیار کرو۔ زہر نہ پیو۔ امرت پیو۔ اگیان زہر ہے اور گیان امرت ہے۔

اُنیسواں باب

جیو کیا ہے؟*

(۱) جیو اپ یوگ سے (صاحب تمیز) ہے جیسا اُس کا قالب ہے اُسی کے انداز سے وہ اپنے جسم میں پھیلا ہوا ہے جیسے چراغ کی لو چراغ کے بتی میں رہتی ہے۔

(۲) جسم کی طرف توجہ کرنے سے وہ اپنے آپ کو مجسم سمجھتا ہے۔ اگر جسم کا خیال چھوٹ جائے اور جسم کے بننے کے سبب اور نتیجوں کو سمجھ کر اُن میں چھوڑ دے تو وہ آزاد ہو جائے۔

(۳) جیو نے اپنے آپ کو پدگلوں (جزویات) میں پھنسا رکھا ہے اور انہیں اپنی طرف کھینچتا ہوا اُن سے اور اُن میں اس طرح لپٹ رہا ہے

---

* اس مضمون کی مفصل صراحت کے لئے دھاہیر پران۔ یا مہاہیر چرتر دیکھو۔

پانچ حواسوں والے۔ یہ تین قسمیں ہیں"۔

(۹) پھر ایک اندری (ایک حواس والے) دو اندری (دو حواس والے)
تے اندری (تین حواس والے) چو اندری (چار حواس والے) پنج اندری
(پانچ حواس والے) اس طرح اندریوں کی نظر یہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں"۔

(۱۰) پھر ترس استھاور کی نظر سے یہ چھ طرح کے جیو ہو جاتے ہیں۔
استھاور کی پانچ قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل بہت طولانی ہے۔
مختصر حسب ذیل ہے

(۱۱) پرتھوی (مٹی) جل (پانی) آگ۔ وایو (ہوا) بنسپتی (نباتات)

(۱۲) ترس کی دو اندری تین اندری چار اندری اور پانچ اندری چار قسمیں ہیں
ان میں سے کسی میں من کی پھرنا ہو گئی ہے۔ کسی میں نہیں ہوئی
ہے۔ اس لحاظ سے بھی کتنی قسمیں بتائی جا سکتی ہیں۔

(۱۳) اگر انکی جنسیت اور نوعیت کی نظر سے اور نیز اندریوں کی نظر سے
تقسیم کی جائے تو یہ چھ لاکھ ہو جاتے ہیں۔ خالی انسانوں کی قسمیں
چودہ لاکھ اور پھر ان کا شمار چوراسی لاکھ تک پہنچتا ہے۔

(۱۴) یہ قسمیں یا ذاتیں زندگی کے ابھار کی نظر سے ہیں۔ کوئی کیسا ہے۔
اور کوئی کیسا ہے۔ یہ سب کے سب تیرتھ یا مرحلے کہلاتے ہیں"۔

(۱۵) ان سب کی تفصیل جاننے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت یہ ہے
کہ آدمی عیبوں کو چھوڑتا ہوا۔ اور نیکیوں سے تعلق رکھتا ہوا اپنا
کام بنائے۔

(۱۶) "جو شخص موڑھ جرا چیتن سروپ شریر۔ اور جیو کو با تعلق ہونے سے

وہ تین ورن والے براہمن کشتری۔ ویش۔ کہلاتے ہیں۔ ان کے سوا جن میں ابھی تک تمیزی طاقت کا اُبھار نہیں ہوا ہے۔ وہ سب کے سب شودر ہیں۔ یہ فرق تو ضرور ہوتا ہے اور باقی کوئی بھید نہیں ہے۔"

(۴) "اگر شودروں کے گُن۔ کرم۔ اور سوبھاؤ اچھے ہوں تو وہ بھی براہمن کھشتری۔ اور ویش ہوسکتے ہیں؟"

(۵) "جو ان جھگڑوں میں پڑتے ہیں وہ بھرم میں پھنستے ہیں۔ جیو۔ دیا۔ پالنا چاہیئے اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ یہ سمجھ دار آدمیوں کا کام ہے۔"

(۶) جیو کے کتنے بھید ہیں؟

دو بھید خاص مُکت اور سنساری۔ مُکت جیو سب کے سب ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ اُن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق اگر ہے تو سنساری جیووں میں ہے۔ اور جین دھرم میں اُن کی تفصیل اٹھانوے (۹۸) قسم تک پہنچتی ہے۔ جن کو کرموں سے آزادی مل چکی ہے۔ سُکھ سروپ۔ اور تمام دکھوں سے آزاد اور گیان شریر میں رہتے ہیں۔ انہیں سدھ جیو۔ یا گیانی جیو سمجھو۔

(۷) سنساری جیووں کی دو قسمیں ہیں۔ استھاور (بے حرکت) اور ترس (باحرکت)

(۸) پھر ایک اندری ایک حواس والے۔ بکل اندری (جن میں کئی کئی حواس ہیں لیکن سب ناقص اور غیر مکمل ہیں) تیسرے پنچ اندریہ یعنی

آدمیوں کی بھیڑ اُمنڈ آئی - جن کو ٹھیک درشن کا پھل نصیب ہُوا -

(۱۰) جب کشانتی نگر میں پہنچے - راجہ سناتک نے انکی خوبیاں سنیں درشن کے لئے آیا - معتقد ہوا - اور بب سار کی طرح یہ بھی اُن کا چیلہ بنا - اس مثالیہ اور پُر اثر زندگی کے دَور کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس کے تمام درباریوں - اور رعیت نے جَین دھرم کو قبول کیا -

(۱۱) انکے سنگھ کے مُنیوں کی زندگی تپ کی زندگی تھی - صرف زبانی جمع خرچ کا کاروبار نہیں ہوتا تھا - بمقابلہ خالی علم کے عمل پر زیادہ زور دیا جاتا تھا ؁

اٹھارہواں باب

ذات پانت وغیرہ

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوتم نے ملتے ہی وردھمان سے بہت سے سوالات کئے تھے اُن کا جواب آپنے بڑی معقولیت سے دیا تھا -

(۲) گوتم نے پوچھا - بھگوان ! گائے گھوڑے میں صرف جنس کی تخصیص ہوتی ہے اور نوعیت کی تمیز کی جاتی ہے - کیا یہی کیفیت آدمی کی بھی ہوتی ہے ؟

(۳) بھگوان نے جواب دیا - بعض کے گن کرم شبھاؤ اچھے ہوتے ہیں

(۴) تین سو گیارہ (۳۱۱) انگ شاگرد تھے۔ نو ہزار نو سو سنجم کے دھارن کرنے والے اور آچاریہ منی تھے۔ تیرہ سو اودھی گیانی تھے۔ سات سو کیول گیانی۔ ارہنت پرمیشٹی تھے۔ نو سو منی راج اور پانسو قابل تعظیم منہ پرتیہ گیانی تھے۔ اور چار سو اونہتر (۴۶۹) وادی یعنے مباحث تھے۔ جو بحث اور مباحثہ کے ذریعے شاستر ارتھ کرتے ہوئے حقیقت کا رستہ دکھاتے تھے

(۵) چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) چندنا وغیرہ ارجگائیں (نازک اندام عورتیں) تھیں ایک لاکھ شراوک تھے۔ اور تین لاکھ شراوکائیں (دیندار عورتیں) تھیں

(۶) وردھمان جی زیادہ تر چھ درویہ۔ سات تتو۔ نو پدارتھ۔ دنیا سے نجات کا اصول اور اس کے ثمرہ وغیرہ کی بالتفصیل صراحت کیا کرتے تھے۔

(۷) عام طور پر عام معتقدین کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اس کا شمار نہیں کیا گیا۔ اور نہ کیا جا سکتا تھا۔

(۸) ان سب میں گوتم۔ اندر بھوتی۔ شاگرد رشید سمجھے جاتے تھے۔ انکی عزت سب سے زیادہ تھی۔

(۹) دورہ کرتے کرتے بھگوان شراوستی اور ویشالی نگری میں آئے۔ یہاں ان کی تعلیم کی دھوم مچ گئی۔ اور ان کے درشن کے واسطے لہراتے ہوئے سمندر کی طرح

سترھواں باب

بردھمان کے شاگرد و معتقد

(۱) گوتم پہلا شاگرد تھا جس نے سب سے پہلے مہاویر سوامی سے بیعت لی تھی۔ جین دہرم کی باقاعدہ اشاعت اسی کی ذات سے ظہور میں آئی۔

(۲) اس کے بعد وایو بھوت۔ اگنی بھوت۔ سودھرم۔ موریہ۔ موں ورے پتر۔ چتریہ۔ اکمپن۔ اندھ بل۔ اور پرباس۔ ان کے گندھر یعنے شاگردان رشید یا خلیفہ کہلائے۔

(۳) اس طرح وردھمان جی کے گیارہ خاص شاگرد تھے۔ جن کے ذریعہ دھرم کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ انھوں نے جگہ جگہ پھرکر گورو کا پیغام پہنچایا۔ اور اسی وقت اور اسی زمانہ میں جین دھرم بھارت ورش میں سب جگہ پھیل گیا ✤

(۹) گوتم سُن کر دنگ ہوگیا کہنے لگا "مَیں ویدوں کا جاننے والا ہوں۔ ویدا ور پُرانوں میں اِن باتوں کا ذکر نہیں ہے۔ ان باتوں کا جواب وہ شخص دے جو سروگیہ یعنی عالمِ کُل ہو جس نے اپنی آنکھوں سے دُنیا کے تمام مناظر دیکھے ہوں"۔

(۱۰) "مَیں جواب دینے کے ناقابل ہوں۔ چلو مَیں خود مہابیر سوامی کے پاس ... چلتا ہوں اور اپنے عہد کے موافق اُن کی شاگردی اختیار کرونگا"

(۱۱) وہ اُٹھا اور معہ اپنے شاگردوں کے اُس جگہ پہنچا جہاں وردھمان چُپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔

(۱۲) مقام پُر فضا تھا۔ اُس کے ہر چہار طرف خاص قسم کے پاک اثرات پھیلے ہوئے تھے۔ جاتے ہی اُس پر اُن کا اثر پڑا۔ اور وہ حیرت میں آکر دِل ہی دل میں کہہ اُٹھا کہ "یہ کوئی بڑا روشنضمیر مُنی ہے جس کے اِردگرد روشن چراغ کے حلقہ کی طرح روشنضمیری کی دھاریں محیط ہو رہی ہیں"۔

(۱۳) اُس نے اُنکی اُستتی کی اور اپنے سوال پیش کئے۔ اور گوتم کو مخاطب کر کے اُسکے شلوکوں کا مطلب بالتصریح دلنشین کر دیا۔

(۱۴) جب یہ سُنکر گوتم کو بیحد حیرانی ہوئی۔ متکلم کے کلام میں جادو کی تاثیر تھی۔ گوتم کا دل بھی قبولیت پر مائل ہوگیا۔ مہابیر سوامی کے اِس مختصر وعظ سے ہی تمام راز کامیابی کے کھُل گئے۔ گوتم معہ اپنے پانسو شاگردوں اور دونوں بھائیوں کے اُنکا چیلا ہوگیا۔

(۵) اور اُس سے کہا کہ تو عالم فاضل۔ پنڈت ہے۔ میرے گورو مہا پیر سوامی نے مون دھارن کر رکھا ہے وہ بولتے نہیں۔ میرے پاس ایک نظم ہے۔ اگر تو اُس کا مطلب ذہن نشین کرا دے تو تیرا بڑا احسان ہوگا۔"

(۶) گوتم نے جواب دیا "یہ کونسی مشکل بات ہے! میرے پانچ سو شاگرد اور دو بھائی ہیں۔ اگر میں تیری نظم کے معنی اور مطالب کو نہ سمجھا سکوں گا تو میرا یہ عہد ہے کہ اپنے شاگردوں اور بھائیوں کے ساتھ تیرے گورو کا چیلا بن جاؤنگا۔"

(۷) وہاں اُس براہمن کے ساتھ شہر کا سردار کشیپ براہمن بھی بیٹھا ہوا تھا اُس نے یقین دلایا کہ گوتم بڑا جید پنڈت ہے۔ اور اپنے قول کا سچا ہے تم اپنا شلوک سُنا دو۔"

(۸) اُس بزرگ نے یہ شلوک پڑھے۔

(۱) زمانہ تین ہیں کیا؟ اُن کو جانتا ہے کون ؟
بتاؤ جوہر چھ کون ؟ اور کون ہے نو ؟
(۲) یہ کائنات ہے کیا ؟ اور ورت چیز ہے کیا ؟
ہے گیان کیسا؟ اور اُسکے نتیجے کیا سو سو ؟
(۳) بتادو جوہر ساتوں کو ؟ دھرم کیا شے ہے ؟
تمہاری ذات و حقیقت ہے کیا؟ ہے کیوں تگ و دو ؟
(۴) نجات ملتی ہے کس سے؟ طریقہ اس کا ہے کیا ؟
یہی سوال ہے۔ دیدو جواب تم مجھ کو ؟

(۱۱) آپکے معتقدین میں راجے مہاراجے۔ امیر۔ غریب۔ براہمن۔ شودر۔ سب ہی شامل تھے۔

(۱۲) زبان میں مٹھاس تھا سمجھانے کے طریقہ میں حد درجہ کی سادگی تھی۔ اردھ ماگدھی بھاشا میں گفتگو ہوتی تھی۔ عالم اور جاہل سب ہی آسانی سے کہنے والے کی مراد کو ذہن نشین کر لیا کرتے تھے۔

(۱۳) اس طرح آپنے تیس برس تک یک بخت دھرم کا پرچار کیا۔

سولہواں باب

اندر بھوتی۔ یا گوتم سوامی۔

(۱) جب وردھمان سوامی کو درجہ بھگوری حاصل ہو گیا تو کئی دن تک اُنکے وعظ کی تشریح کرنے والا کوئی نہ ہوا۔ اور اس وجہ سے دہرم کے اصولوں کا انضباط باقاعدگی کے ساتھ عمل میں نہیں آسکا۔

(۲) ایک بزرگ نے اس حالت کو محسوس کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ کمی دور ہو جائے۔

(۳) وہ عقیدت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوا۔ وردھمان جی نے زبان بند کر رکھی تھی۔ وہ گھنٹوں بیٹھا رہا۔ نہ اُسے لب کھولنے کی جرأت ہوئی۔ اور نہ انھوں نے اپنی زبان کو حرکت دی۔

(۴) وہ فکرمند ہو گیا۔ اور بوڑھے براہمن کا بھیس دھر کر اندر بھوتی۔ یا گوتم براہمن کے پاس گیا۔

(۶) بے زبان چرند و پرند کہاں تک انکی باتوں کو سمجھتے تھے۔ اُس پر کسی کو زبان کھولنے کی کیا جرأت ہو سکتی ہے۔ سمجھنے کی ایک صورت یہ بھی ہے دیکھ کر کہنے والے کی شانتی اور سادھنی کے اثر کو قبول کرنا۔ غرض بھی اپدیش کی صرف انکی ہی ہوتی ہے۔

(۷) اِس معاملہ میں متحیر ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہم کو روز روز کا تجربہ ہے کہ چڑی مار کو دیکھ کر کوّے، کتّے اور دوسرے جانور بھی شور مچاتے ہیں اور جب تک وہ بستی کے باہر نہیں چلا جاتا تب تک اُن کا شور بند نہیں ہوتا برعکس اسکے جب کوئی سادھو آبادی کے اندر آجاتا ہے تو یہ بخوشی سے اُس کے گرد حلقہ مار لیتے ہیں۔

(۸) اکثر دیکھا گیا ہے کہ سادھو کے پاس آنے سے درند چرند پرند اپنی خو بُو کبھی چھوڑ دیتے ہیں اور انکے پاؤں یا جسم میں پیشانی اور جسم کو رگڑتے ہیں چڑیاں کندھے اور سر پر بیٹھ جاتی ہیں۔ یہ انکے اظہارِ محبت کا طریقہ ہے۔

(۹) اس کا سبب اور کچھ نہیں ہے یہ اہنسا کے اصول کی پابندی کا نتیجہ ہے جس کے دل میں کسی کے ستانے یا ایذا پہنچانے کا خیال تک نہیں آتا۔ نہ وہ خود ڈرتا ہے نہ دوسروں کو اسکی ذات سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) کہاں کہاں گئے کس کس کو تعلیم دی۔ کسے کسے سمجھایا بجھایا کتنوں کو مکتی کی دولت ہاتھ آئی۔ اِس کے تفصیلی واقعات قلمبند کئے گئے نہ محفوظ ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انکی تعداد لاتعداد تک پہنچ گئی تھی اُسکے آثار ابتک ہر جگہ نظر آرہے ہیں۔

پندرھواں باب

پرچار (مسلسل)

(۱) دل میں تمام مخلوق کے لئے محبت تھی اور نفسانی اور جسمانی جذبات کے دب جانے سے آتما اور آتمک اوستھا عملی مجسم شکل میں نمایاں تھے۔

(۲) کبھی زبان کھولتے تھے اور کبھی چپکے رہتے تھے دونوں حالتوں میں دھرم کی اشاعت ہوتی تھی۔

(۳) جہاں جاتے تھے اُپدیش سُننے کے لئے بیشا خلقت جمع ہو جاتی تھی اس سبھا منڈپ کا اصطلاحی نام "سم وسرن" تھا۔

(۴) اس "سم وسرن" کی یہ خصوصیت تھی کہ کسی کے لئے اُس کے داخلہ کا دروازہ بند نہیں تھا۔ ہجوم کے بیچ میں وہ اِس طرح بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے جیسے کوئی مہربان مزاج شناس باپ اپنے بال بچوں کی جماعت میں شانتی کے ساتھ بیٹھا ہوا محبت کے لہجہ میں اُن کو نیک بننے کی ہدایت کرتا ہو۔

(۵) سم وسرن کے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اکثر چرند و پرند بھی وہاں بے خوفی کے ساتھ آجایا کرتے تھے اور چپ چاپ وردھمان کو اپنی محبت کی کشش کا مرکز بنا رکھتے تھے۔ کسی کو کسی کے ساتھ اُس وقت مخالفت اور مزاحمت کی نہیں سوجھتی تھی۔ اور سب نڈر ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔

اگر دھرم کے تمام ورتوں کو گرہن نہیں کرتا۔ تب بھی اُسے درشن کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اس فائدہ سے آگے کا راستہ کھلتا ہے"

(۱۳) سادھو کے درشن سے سب کو خوشی ملتی ہے۔ اور اس خوشی کا عکس دل پر پڑتے پڑتے ایک قسم کی تشفی اور شانتی نصیب ہوتی ہے اور وہ اعمال و افعال کی اصلاح کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

(۱۴) جب درشن یعنی صحیح اعتقاد کا فائدہ ہوا اطمینان قلب کی صورت نظر آنے لگی۔ اور آدمی کا چال چلن درست ہونے لگا۔ اُس وقت وہ گیان کی تہ میں پہنچنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔ دھرم کے انوکھے اسکی سمجھ میں آنے لگتے ہیں اور وہ گیان کے محل میں داخلہ پانے کا مستحق ہو جاتا ہے"۔

(۱۵) جو ایسا نہیں کرتا۔ جسے درشن نہیں ملتا۔ اور جس کا طرز عمل قابل اصلاح نہیں ہے۔ اور جو گیان کے راز کو نہ پاکر بُری بُری باتوں میں پھنسا رہتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے

(۱۶) دل و جسم و زبان سے جو جیسا کرتا ہے ویسا پھل پاتا ہے۔

(۱۷) یہ باتیں گو سیدھی سادی تھیں مگر تیر کی طرح دلوں کے نشانوں پر بیٹھیں اور لوگوں کی اعتقاد کی رگ کو حرکت کے ساتھ تقویت ملی۔

(۱۸) بات تو سب کہتے ہیں لیکن اُنکا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ کمائی کی ہوئی نہیں ہوتیں۔ جو عامل ہوتا ہے اور کمائی کرتا ہے وہ جو کہتا ہے اُسکے کلام کی تاثیر ہمیشہ بے خطا ہوتی ہے۔

---

* راز۔

اُسے سُن کر لوگ محو حیرت ہوئے۔

(۶) پھر تو دھوم مچ گئی۔ جوق جوق آدمی ہر گروہ کے ہر طرف سے آنے لگے۔ اور وردھمان جی کے اُپدیش سے مستفید ہونے لگے۔ جو آیا اُسے درشن کا پھل ملا۔ اُن کا ذاتی طرزِ عمل دیکھ کر عش عش کرنے لگا اور اُسے گیان کی سمجھ بوجھ آنے لگی۔

(۷) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سارے نے اُس وقت وردھمان کے دھرم پرچار میں بڑا حصہ لیا تھا۔ اور اُسکے گرہستی شاگردوں کے زمرہ میں شامل ہو گیا تھا۔

(۸) سب سارے نے جین دھرم میں شامل ہونے سے پہلے کئی سوال کئے تھے۔ اِن سوالوں کی تہ میں اُس کی اگلی اور پچھلی زندگیوں کے سنسکار شامل تھے۔

(۹) وردھمان روشن ضمیر معلم کی حیثیت سے اُسکے حالات ایک ایک کر کے سُنا دیتے۔ لہجہ نہایت مؤثر تھا۔ صداقت باطن تھا۔ نہ صرف سنسکاروں کے فلسفہ کا معتقد تھا۔ بلکہ یہ سنسکار اکثر اُس کے خیالی نگاہوں کے سامنے آیا کرتے تھے۔

(۱۰) اُسے تعجب ہوا۔ اور اُسکے دل سے خود بخود یہ آواز برآمد ہونے لگی کہ جن باتوں کی پردہ کشائی کی جا رہی ہے وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہیں اور اُس کا اعتقاد بہت بڑھ گیا۔

(۱۱) وردھمان کی گفتگو کے سلسلہ میں جہاں کرم اور جنم کا فلسفہ سکھایا جاتا تھا ساتھ ہی اس میں مدوجزر کی تشفی و تسلی کا سامان بھی موجود رہتا تھا جو سننے والوں کے اطمینان قلب کا باعث ہوتا تھا۔

(۱۲) وردھمان جی نے فرمایا جو شخص "سم وسرن" (ست سنگ) میں آتا ہے

تو وہ بھی خوش ہوجاتی ہیں۔ اور اپنے بہکانے اور ورغلانے کی عادت کو بھول جاتی ہیں۔

(۱۰) اس طرح خوش ہوکر رُدر نے اپنا راستہ لیا۔ اور وہ جیسے کے تیسے بیٹھے رہ گئے۔*

چودھواں باب

پرچار۔دھرم کی اشاعت

(۱) نات کھنڈ سے چل کر انھوں نے راج گرہ کے قریب بپولا چل وغیرہ پانچ پہاڑیوں میں قیام کیا۔

(۲) راج گرہ میں اُس وقت شرنیک نامی راجہ راج کرتا تھا جو بمبسار بھی کہلاتا ہے۔

(۳) شرنیک یعنی بمبسار نے نہایت بھگتی بھاؤ کے ساتھ نمسکار کیا اور بدھ جی سے دھرم اُپدیش کی درخواست کی۔

(۴) آپ نے اردھ ماگدھی بھاشا میں چھ وِدیہ۔ سات پدارتھ اور سنسار سے مکت ہونے کی تدبیر پر وعظ سنایا۔

(۵) زبانِ مؤثر تھی۔ کلام فصیح تھا۔ اور طرزِ تقریر میں جادو جیسی سادگی تھی

* بدھ دھان کو ورغلانے آیا تھا۔ مہا بھلوان کو مار، کام دیو، ورغلایا چاہتا تھا جو سب کے گمراہ کرنے اور لالچ دینے کے لئے شیطان مانا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بدھ اور اسی کے سلسلہ میں جینیوں نے اپنے نبیوں کی تعریف کے خیال سے جینیوں کا علیہ ہی منع کیا (تو کیا یہ غلط اور نامناسب ہوگا۔ (مصنف)

بھوت پشاچ۔ بیتال آئے۔ اور ہاتھوں میں تیز ہتھیار لئے ہوئے جینندر کی دھیان شکتی کو کمزور کرنا چاہا۔

(۴) لیکن وہ گمبھیر وپربت کی طرح جم کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نہ وہ ڈرے نہ سہمے اور نہ انہیں ان کا خیال تک آیا۔ وردھمان جی کا قول ہے "چاہے ہمالہ پہاڑ جڑ سے ہل جائے۔ چاہے سمندر کی جگہ خشکی لے لے اور چاہے پورب کا سورج پچھم سے نکلنے لگے۔ لیکن یوگیوں کا چت سخت سے سخت مصیبتوں کے وقت بھی متزلزل نہیں ہوتا۔"

(۵) رُدر عاجز آ گیا۔ اور گو وہ اس دنیا کا مالک ہے اور نہایت طاقتور ہے تب بھی اسکی ساری محنت اکارت گئی۔

(۶) رُدر شرمندہ ہوا۔ اور الٹی انکی استتی گانے لگا "اے دیو! مجھے لوگ مہادیو کہتے ہیں لیکن سچے مہادیو تم ہو۔ تم میں پہاڑ کی مضبوطی۔ زمین کی قوت برداشت۔ سمندر کی گمبھیرتا ہے۔ پاک وصاف پانی کی طرح پرسن چت ہو۔ اور ہوا کی طرح تم سب سے استنگ ہو۔ اے مہابلی سنمتی! اصل میں تم ہی پرماتما ہو۔ تمہارے سوا اور کسی کے لئے پرماتما کا لفظ موزوں نہیں ہے"

(۷) "اے دیو! جس نے تمہارا نام مہاویر رکھا تھا وہ بہت سیانا تھا"

(۸) استتی گاتا ہوا اور مستی کے جذبہ میں آ کر اپنی پیاری مورت پاروتی کے ساتھ ناچنے لگا۔ اور خوش ہو کر انہیں مبارکبا د دیکر چلا گیا۔

(۹) عجیب وغریب بات ہے۔ جگت کی امتحان لینے والی طاقتیں جب نیک آدمیوں کو حد درجہ کا پختہ کام۔ پختہ مزاج۔ اور پختہ طبیعت پاتی ہیں۔

(۸) یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ پھول سے خوشبو اُڑا کرتی ہے۔ آگ سے گرمی کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔ پانی سے خنکی اور رطوبت کا اظہار ہوتا ہے جب یہ اظہار کی حالت میں اپنے خواص اور گن کرم اور سوبھاؤ کا نظارہ پیش کیا کرتے ہیں تو پھر اگر کسی کامل انسان کے اردگرد معصومیت کا دائرہ کھنچ جاتا ہے تو اس میں حیرت کرنے کی کیا بات ہے!

(۹) درندے اپنا درندہ پنا بھول گئے جو آدمی قریب آئے باطل پرستی کے توہمات خود بخود اُن کے دلوں سے کافور ہو گئے

تیرھواں باب

امتحان

یہ باب شاعرانہ استعارہ کی صورت میں جینی مصنفوں نے لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ تمام خیالی صورتیں جو امتحان لینے کے لئے آئی تھیں اُنکے دل میں پیدا ہوئی ہوں۔ وعلیٰ ہذا القیاس (مصنف)

(۱) جب وردھمان جی استغراق کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے بہکانے والا رودر انکے امتحان لینے کے لئے آیا۔ اور انکا امتحان لینا چاہا۔

(۲) رات کا وقت تھا۔ خوفناک آوازیں ہر چہار طرف گونجنے لگیں۔ انگاروں کی طرح سرخ آنکھوں سے دیکھتا ہوا وہ اپنی خیالی دھاروں سے انکے شانت دل پر حملہ آور ہوا۔

(۳) بجلی کڑکی۔ آندھی چلی۔ سانپ بچھو اور کھنکھجورے برسے۔ ہاتھی چنگھاڑنے لگے۔ شیر دہاڑنے لگے۔ مختلف قسم کی ڈراؤنی صورتیں بنائے ہوئے

(۲) چھ روز تک بغیر آب و دانہ کے اسی آسن پر میٹھے رہے جلینیوں کے مقدس نوشتہ جات کہتے ہیں کہ آپ نے شکل دھیان (اوجل تصور) لگا رکھا تھا

(۳) اِس وقت اُن کی عمر بیالیس برس کی ہوگئی تھی۔

(۴) بیساکھ سُدی دسمی کے تیسرے پہر اُن کو کیول گیان پراپت ہوا اور گیان درشن سکھ۔ اور ویرتا نام کے اوصاف شاندار صورت میں نمایاں ہو گئے۔

(۵) دنیا میں شانتی۔ سلامتی۔ رحم و کرم۔ خیر و برکت۔ فضل و فیض نے اُنکی شکل میں مجسم صورت اختیار کی۔ اور دُنیا کو صدیوں کے بعد باکمال رشی۔ اور کامل انسان اور مکمل تیرتھنکر کی زیارت کرنے کا کھلی آنکھوں کو موقع مل گیا۔

(۶) جس طرح روشن چراغ اپنے ارد گرد نور کا دائرہ بناتا ہے جس طرح نو شگفتہ گلاب اپنے چاروں طرف طراوت بخش خوشبو پھیلاتا ہے۔ جس طرح نورانی ہالہ چاند کو منور کر لیتا ہے۔ اور جس طرح منوّر سورج کی کرنیں عالم ہستی کے رقبہ میں پھیل جاتی ہیں۔ اِسی طرح وردھمان کے چاروں طرف اہنسا محبت۔ اور تمام بنی نوع کی فیض رسانی کی خیر برکت پھیل گئی۔

(۷) جو اس مؤثر رقبہ کے اندر تھوڑے چوکے بھی آگیا وہ اہنسا کی خیر و برکت کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

دراصل اسی ورت کا انتخاب کرتا ہے۔ اور اسی کی عملی کامیابی کے لئے طرح طرح کے تپ کرتا ہے۔ یہ ورت اور تپ کی مختصر صراحت ہے۔

(۱۱) اہنسا۔ (نہیں) اور ہسی (نقصان پہنچانا) اہنسا ہے۔ کسی کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچانا اہنسا کہلاتا ہے جسم آزاری دل آزاری ہنسا ہے۔ اور معصومیت غیر جسم آزاری غیر دل آزاری اہنسا ہے۔

(۱۲) اہنسا مقدس اور پاک زندگی کا صرف نام و نشان ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تقدیس صفائی (تصوف) اور پاکی کا کمال بھی ہے۔

(۱۳) وردھمان جی کا یہ ورت تھا اور یہ تپ تھا اور اسی کی خاطر انہوں نے دنیا کے تعلقات کو اس خاص جرأت اور غیر معمولی دلیری سے خیرباد کہا تھا۔

(۱۴) زبردست ورت کے لئے زبردست تپ کی ضرورت ہوتی ہے تب کہیں جا کر اس میں کمالیت آتی ہے۔ یہ نہ معمولی بات ہے اور نہ معمولی انسان کا کام ہے۔

(۱۵) وردھمان جی نے اس طرح بارہ برس تک یکلخت تپ کیا۔ اور تپ ان کا مجہولیت کی حالت میں دبا پڑا ہوا کمال ابھار پر آیا۔ اور وہ انسان کامل ہو گئے۔

بارھواں باب

کیول گیان

(۱) ناٹ بن سے چل کر آپ جرم بھکا گاؤں کے قریب رجوکولا ندی کے نزدیک آئے۔ اور شال درخت کے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر پدم آسن لگا کر بیٹھ گئے۔

(۴) وہ آزاد شیر کی طرح جنگل اور پہاڑ میں بےخوفی کے ساتھ گھومنے لگے۔

(۵) سردی آئی اور چلی گئی۔ گرمی آئی اور آگ برسا گئی مستقل مزاج تپسوی پران موسموں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ برسات کا موسم آیا۔ موسلا دھار کی بارش کر گیا۔ آندھی آئی اور تناور درخت جڑ سے اُکھڑ گئے۔ لیکن اس زبردست ریاضت کرنے والے کے دل کو نہ ہلا سکے اور نہ حرکت دے سکے۔

(۶) تپ اور ورت یہ دونوں اصطلاحات جین دھرم میں ہمیشہ اور بکثرت مستعمل ہوتی ہیں اور ایک طور پر یہ اسکے بنیادی اُصول ہیں۔

(۷) ورت سنسکرت مادہ وِری (انتخاب) سے نکلا ہے اور اسکے معنی بھی متعدد ہیں مثلاً انتخاب۔ طلب۔ مقرر۔ مخفی۔ راز۔ وغیرہ وغیرہ۔ جو اصول منتخب ہوکر دل کے اندر قائم کرلیا جائے وہ ورت ہے۔ عام زبان میں اسے عہد مستحکم اور عزم بالجزم۔ خواہ آہنگ اور پرتگیا بھی کہا جا سکتا ہے۔

(۸) تپ سنسکرت مادہ تپ (گرمی۔ اور گرمی پہنچانے) سے نکلا ہے۔ کسی زبردست خیال یا نیت خواہ ارادہ کو منتخب کر لیا گیا۔ اور غور۔ فکر۔ سوچ۔ وچار وغیرہ سے اُسے گرمی پہنچاتے ہوئے عمل مشاقی کی مدد سے اُس خیال کی مجسم اور عملی صورت بننے تا بتن عملی تپ کہلاتا ہے۔

(۹) مذہبی دنیا میں۔ پرتیاہار (بار بار عمل) دھارنا (خیال میں قائم ہو رہنا) اور دھیان (زبردست تصور) کو بھی تپ کہتے ہیں "تپتے۔ تپتا پتہ" (تپسوی اپنے تپ کے اردگرد چکر لگاتا ہے)

(۱۰) جین دھرم کی بنیاد اہنسا (غیر دل آزاری) کے اصول پر ہے۔ یعنی

جس بات میں تمام دنیا کا فائدہ ہوتا ہے میں کیوں اُس کام کو نہ کروں۔ اور کیوں دنیاوی غرض کا اپنے آپ کو پابند کروں جس کا آخر میں کوئی نتیجہ نہیں۔

(۱۳) ماں باپ - یار و احباب نے بہتیرا سمجھایا بجھایا تمام کنبہ والوں نے بہت کچھ کہا سنا لیکن لیکن جو بات ٹھنی تھی سو ٹھنی تھی قوت ارادی کی پختگی کمال درجے کی تھی۔ کسی کی بھی نہیں سنی۔ اور نہ کسی کی خوشامد یا محبت کی طرف توجہ کی۔ جب تیس برس کی عمر ہو چکی تو ایک دن چپکے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور شاہانہ راحت و آرام کو چھوڑ کر جنگل کا راستہ لیا۔

گیارھواں باب

تپ اور ورت

(۱) گھر سے نکل کر وردھمان جی نے ہر پہلو سے اَپرہ گرہ (ترک موالات) کا ورت دھارن کیا۔

(۲) یہی نہیں بلکہ کپڑے۔ زیور اتار ڈالے۔ سر کے بال نوچ نوچ کر پھینک دیئے اور عملی طور پر مُنڈے ہو گئے۔

(۳) تپ اور ورت کا خیال دل پر کچھ اس طرح حاوی ہو گیا کہ جسم کی سُدھ بُدھ بھی بھول گئے کھانے پینے کا خیال بھی دل سے جاتا رہا نہ کسی سے بولنا نہ چالنا!۔

---

* ہندو رشی پہلے زمانہ میں کیش دھاری ہوتے تھے اور جٹا جوٹ باندھے رہا کرتے تھے۔ سر کے بال رکھنے دستور قطعی طور پر جینی سادھوؤں میں مروج تھا۔ بودھ بھکشوؤں کی دیکھا دیکھی سر منڈانے لگے۔ مابعد زمانہ کے ہندو سنیاسی بھی اسی وضع میں رہنے لگے۔ یہ بھی ہندوؤں تقلیدی رسم ہے جو جینیوں سے لیگئی ہے (مصنف)

راج کرنا ہے۔اور یہ دھرم سب سے بڑا ہے۔کشاتر دھرم۔پرمو دھرما۔سبکو اپنا ماتحت بناؤ۔سلطنت کو بڑھاؤ تاکہ ہمارا گھرانا دنیا میں ممتاز ہو۔

(۶) وردھمان نے جواب دیا کرپا کیجئے کہ واقعی کشتری کا دھرم سب سے بڑا ہے۔راج کرنا اُس کا فرض ہے۔راج کہتے ہیں قابو میں لانے کو۔یہاں تک تو میری اور آپ کی رائے میں اتفاق ہے۔

(۷) دشمن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ایک اندرونی اور دوسرے بیرونی سلطنتیں بھی دو طرح کی ہوتی ہیں۔اندرونی۔و بیرونی۔اور کشتری دونوں قسم کی سلطنت کرنے کا اہل ہوتا ہے۔

(۸) آپ لوگ ملک پر حکومت کیجئے۔بیرونی دشمنوں کو مغلوب کیجئے۔میں اندرونی سلطنت کا وارث ہو کر آیا ہوں۔کام کرودھ۔لوبھ۔موہ۔وغیرہ اندرونی دشمنوں کو جو ہر وقت میرے پہلو میں رہتے ہیں ٹھکانے لگانے کا اہتمام کروں گا۔

(۹) آپ لوگ سنگھاسن پر بیٹھ کر اپنی فتوحات کو وسیع کرتے رہیں۔میں انسانی دلوں کو اپنا تخت گاہ بناؤں گا۔

(۱۰) آپ دنیا کے بادشاہ بنو۔اکھنڈ راج کرو۔میں اندریوں کو جیت کر جن ہو کر ان پر اکھنڈ راج کروں گا۔

(۱۱) وردھمان سمجھتے تھے کہ دنیا کے جیو دکھوں سے نالاں ہیں۔تمام سنسار دکھوں کی آگ سے جل رہا ہے۔

(۱۲) وہ ہر وقت دل ہی دل میں سوچتے رہتے تھے کہ کوئی ایسی تدبیر ہاتھ آجائے کہ انکے دکھوں کا خاتمہ ہو اور میں اُسی تدبیر سے انکو دائمی نجات دیدوں۔

(۱۱) چونکہ یہ اپنی قسم کا عجیب وغریب واقعہ تھا۔ سب سُنکر دنگ رہ گئے اور اُنکی زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ حقیقت میں "ویر" کے لئے "مہاویر" کا نام زیادہ موزوں ہے۔ چنانچہ اُس دن سے یہ مہاویر ہی کہلانے لگے۔

دسواں باب
عالم شباب

(۱) جوانی آئی۔ پڑھا۔ لکھا۔ سیکھا۔ سمجھا۔

(۲) اِنکے جوان ہونے پر باپ کے دل میں خواہش ہوئی کہ وہ اکشواکو بنش کے نام اور نشان کو روشن کریں۔ لیکن یہ فطرتاً کسی اور ہی دُھن میں رہتے تھے جب کبھی راج کاج سے فرصت پاتے قدرت کے رازہائے سربستہ کی گرہ کشائی میں مصروف ہوتے

(۳) یوگ اور گیان کے مسائل کی گتھیوں کے سلجھانے کی طرف دلی میلان تھا تھا۔ سوتامبری فرقہ کے بموجب اِنکے باپ کو خوف ہوگیا کہ کہیں یہ تارک الدنیا نہ ہوجائیں۔ اِس لئے اُنکی زبردستی شادی کروالی۔ بیوی کا نام جسودا تھا لیکن دگمبری فرقہ کہتا ہے کہ اُنکی کوئی شادی نہیں ہوئی۔ وہ تمام عمر مجرّد (برہمچاری) ہی رہے۔

(۴) راج کام میں اگرچہ کچھ حصہ لیتے تھے لیکن اِس سے بیزار رہتے تھے۔ درحقیقت وہ کسی اور کام کے لئے ہی وضع ہوئے تھے۔

(۵) اسکے اعزاو احباب اصرار کیا کرتے تھے کہ وردھمان اکشتری کا دھرم

(۳) طاقت کے سو جسم میں پھرتیلا پن بہت تھا اور چستی چالاکی میں ان پر کوئی لڑکا سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔

(۴) ایک دن کا ذکر ہے وہ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جن میں بہت سے راجکمار تھے جنگل میں گئے۔

(۵) یہ صلاح ہوئی کہ درختوں پر چڑھیں۔ ایسا ہی کیا گیا سب لڑکے ایک ایک کر کے ایک ایک درخت پر چڑھ گئے اور کھیلنے لگے۔

(۶) جس درخت پر وردھمان جی چڑھے تھے وہ بہت تناور تھا۔ اسکی جڑ کھوکھلی تھی اور اسکے کھوکھلے میں کوئی خوفناک زیادہ عمر والا سانپ رہتا تھا۔

(۷) یہ سب ہنسنے کھیلنے میں مصروف تھے۔ سانپ نے لڑکوں کا شور سنا اسکو برا لگا۔ غصہ کے زیر اثر آ کر وہ سوراخ سے باہر نکلا اور پھن اٹھائے ہوئے درخت کے تنہ سے لپٹ گیا۔

(۸) انگارے کی طرح اسکی سرخ آنکھوں اور لپلپاتی ہوئی زبان کو دیکھ کر لڑکوں کے ہوش کے طوطے اڑ گئے اور خوف میں آ کر وہاں سے اسی وقت بھاگ نکلے۔

(۹) وردھمان جی اکیلے رہ گئے۔ بہادر تھے بیخوفی سے سانپ کے سر پر اپنا اپنا پاؤں جما کر نیچے اتر پڑے۔

(۱۰) سانپ کی آنکھوں میں خاص مقناطیسی طاقت ہوتی ہے۔ لیکن انکی ذاتی مقناطیسی طاقت اس سے کہیں بڑھی چڑھی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے آنکھیں ملیں اور وہ انکے زیر اثر آ گیا۔

کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے پڑھنے پڑھانے یا زیادہ مُسن ہونے کی ضرورت ہے۔
(۱۶) "یہ ولی مادر زاد فطرتاً سادہ سا ہت چت والا ہے جسکی بدھی میں سمتا ہے گوتم نے اس کا نام وردھمان رکھا جو ہر طرح پر موزوں ہے ہم اس کا نام سنمتی رکھتے ہیں"۔

نواں باب
وردھمان کا بچپن

(۱) اور پیدائش سے ہی وردھمان جی عالم الغیب تھے۔ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کے پنڈت تھے۔ لوگ مبہوت تھے کہ وہ باریک سے باریک مسائل کو اشاروں میں کیونکر سمجھ جاتے تھے۔ اور معمولی گفتگو ہی میں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا کرتے تھے۔
(۲) بچوں کی عادت کھیلنے کودنے کی ہوتی ہے۔ یہ بھی اور بچوں کی طرح کھیل کود کے شیدائی تھے اور دوسرے بچوں کے ساتھ ہر قسم کی ورزشوں میں دلچسپی لیتے تھے جسکی وجہ سے اُنکا جسم بہت مضبوط ہو گیا تھا۔

(۱۰) راجہ خود متحیر ہوا۔ پوچھنے لگا: "آپ نے اِس کمسن اور بے زبان بچے کو کیا سمجھ کر نمسکار کیا؟"

(۱۱) تینوں نے جواب دیا: "اے راجہ! یہ کمسن اور بے زبان بچہ نہیں ہے۔ بلکہ روحانیت کی روشن تصویر ہے۔ جب یہ بالغ ہوگا دنیا کا زبردست روحانی معلم ثابت ہوگا ہم کو اِس بات میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں ہے

(۱۲) "ہم پنڈت ہیں۔ شاستروں کے جاننے والے ہیں۔ اور دھرم کے مضمون کو خوب سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہماری سمجھ بوجھ میں بہت بڑی کمی تھی اور دل کا آئینہ شک وشبہات کے زنگ سے صاف نہیں تھا۔

(۱۳) "وہ ہمارے دل کو دکھی کر رہے تھے اور شانتی معدوم ہوگئی تھی اِس کا درشن کیا اور اسکے درشن کی برکت سے تمام شبہات دم کے دم میں کافور ہوگئے۔

(۱۴) "اِس کے بالغ ہونے تک شاید ہم دنیا میں نہ رہیں۔ جو رہیں گے وہ اسکی تعلیمی برکات سے مستفید و مستفیض ہونگے۔ لیکن ہم نے محض اسکی زیارت ہی سے اپنی کمی پوری کرلی۔ اور شانت ہوگئے۔"

(۱۵) "رب! اِس قسم کے غیر معمولی وجود جب کبھی دنیا میں آتے ہیں بغیر زبان کھولے ہوئے دھرم اور پیار کا سبق پڑھا دیتے ہیں* عوام

---

* [illegible] دیکھیں بولی اور [illegible]　　وہ نرکھیں [illegible]
ست [illegible] کو [illegible]　　[illegible] سوجان

(۲) اُنکے عالم و فاضل ہونے میں کوئی شک نہیں تھا لیکن دل کے اندر سچائی کے متعلق شک و شبہات باقی رہگئے تھے جن کا حل کرنا اُنکے لئے مشکل تھا۔

(۳) اُنہوں نے سُنا کہ راجہ سدھارتھ کے گھر میں نہایت عجیب غریب لڑکا پیدا ہوا ہے جس میں تیرتھنکر ہونے کی علامات پائی جاتی ہیں۔

(۴) دونوں مُنی اس بات کے سنتے ہی وردھمان کے درشن کے لئے کُنڈل پور میں آئے اور راج محل میں باریاب ہونے کی درخواست کی۔

(۵) راجہ نے اُنکی تعظیم کی اور وردھمان کو اُنکے سامنے پیش کیا۔ یہ دیر تک اُنکی صورت اور شباہت کو دیکھتے اور عش عش کرتے رہے۔

(۶) آنکھوں سے آنکھیں ملیں۔ اِنہوں نے غور سے بچے کو دیکھا اور بچہ نے اِن کو گہری نظر سے دیکھا۔

(۷) اِس کے درشن کرتے ہی انکے شک و شبہات کو صفحہ کے اندر ہی اندر حرکت ملی اور بچہ کی نظر پڑنے سے وہ شکوک اِس طرح جاتے رہے جیسے سورج کی کرنوں کے بکھرنے سے آسمان پر چھائی ہوئی کالی گھٹائیں دم کے دم میں غائب ہو جاتی ہیں۔

(۸) مُنیوں کو سخت حیرت ہوئی۔ جھک کر بچہ کو ہاتھ باندھے ہوئے نمسکار کیا

(۹) شکوک اور شبہات کیا تھے؟ اِس کا کسی کو پتہ نہیں اور نہ کسی کتاب میں اُن کا تذکرہ آتا ہے۔ مقدس نوشتہ جات میں صرف اشارہ ہی اشارہ دیا گیا ہے ✣

کی نظر سے تھا۔

(۱۰) یہ دو نام اُسے ایک ساتھ دیئے گئے تھے اور اس میں شک نہیں کہ نام رکھنے والوں نے بڑی دانائی سے کام لیا تھا۔ کیونکہ مابعد زندگی میں وہ اقبال مندی (وردھمان) اور شجاعت (مہاویر) میں اپنے آپ ہی نظیر ثابت ہوئے۔

(۱۱) یہ ہر دو نام پیدایش کے وقت رکھے گئے تھے۔ بعد میں اُنکے جو نام پڑے وہ اور نظر سے تھے۔

(۱۲) سِدھارتھ اکشوَر کوُل کے نات شاخ کا کشتری تھا اِس لئے کہیں کہیں وردھمان کا نام نات پُت بھی کہلاتا ہے۔

آٹھواں باب

سنجے۔ وِسنجے

(۱) سنجے و بجے نامی دو مُنی تھے۔ جو شاستر وِدیا سے بخوبی واقف تھے اور سب لوگ اُن کی دل سے تعظیم کرتے تھے۔

*یہ روایت ہے کہ بدھ دیو کے پیدایش کے ایک آدھ دن بعد ہی اسیت نامی رِشی درشن کے لئے آیا تھا اور اُس نے اُنکے آیندہ بدھ ہونے کی پیشنگوئی کی تھی اسیطرح جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تو مشرق کے کئی عقلمند اُنکی زیارت کے لئے آئے تھے اور اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمنے مشرق میں اِس کا ستارہ دیکھا اور اُسی کے سہارے یہاں تک پہنچے۔ گمان غالب ہے کہ یہ خیال جینیوں سے عاریت لیکر مُعتقد بودھوں نے بُدھ دیو سے منسُوب کیا ہوا اور اِسی کی نقل کا چربہ مختلف لفظوں میں مسیحیوں نے اُتارا ہو۔ (مُصنّف)

(۳) اور سب سے عجیب وغریب بات یہ تھی کہ جو کوئی اُس وقت اُس سے مشکل سے مشکل سوال کرتا تھا۔ چاہے وہ طرز تمدن علم خیال یا دھرم کے متعلق ہو۔ وہ بآسانی مختصر اور سادہ لفظوں میں اُس کا جواب دیدیتی تھی

(۴) اِس سے لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اُس کے پیٹ کا بچہ مہا انوبھوی آتما ہو گا۔ اور اُس کی ذہنی حسِ باطن کی طاقت معمولی نہ ہو گی اور یہ اِسی کا سبب تھا جس نے ماں کی ذہنی اور دماغی قوت کو بڑھا دیا تھا

(۵) جب لڑکا پیدا ہوا۔ اُس کی آنکھ۔ پیشانی۔ اور عام شباہت کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ یہ چاند کا ٹکڑا کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اور اسی وجہ سے ابعد زمانہ میں اُن کا نام "نات کلیند ومنہ" یعنے نات کُل کا چاند پڑ گیا ۔

(۶) جسم سڈول تھا۔ ہر عضو خوبصورتی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا صورت شکل کا رنگ طلائی تھا اور اُس میں سونے کی چمک دمک موجود تھی ۔

(۷) اِس کے سوا پیدائش ہی سے وہ جسمانیت کی نظر سے حسیم و شحیم موٹا تازہ تھا۔

(۸) اِن سب باتوں کا لحاظ کر کے جوتشیوں نے اُس کے دو نام رکھے ایک "وردھمان" دوسرا "مہاویر"

(۹) وردھمان نام اِس خیال سے رکھا گیا کہ لڑکے کی شباہت میں عروج اور ترقی کی علامتیں نمایاں تھیں۔ اور مہاویر نام اُس کی جسمانیت

(۹) اونچے گھر میں برہسپتی کے پڑنے سے گیان ہونے کا پتہ چلتا ہے۔
(۱۰) عورت کا سکھ قسمت میں نہیں ہے۔
(۱۱) اولاد بھی کوئی نہ ہوگی۔
(۱۲) ہاں اس قسم کے زائچہ والے کو تیہ تھنکر۔ گورو۔ ولی۔ انسان کامل۔ اور مکمل انسان بننا چاہیئے۔
یہ زائچے کے خانوں میں جو نکشتر پڑے ہیں۔ اُن کے اثرات کی بہت مختصہ صراحت ہے ۔

ساتواں باب

نام کرن سنسکار

(۱) جس وقت پریہ کارنی حاملہ ہوئی۔ اُس کی صورت چمکنے دمکنے لگی تھی۔ جلال اور جمال بڑھ گیا تھا۔ جو لوگوں کی حیرت اور استعجاب کا باعث بن گیا تھا۔
(۲) اسکے سوا اُسکے اندر ایک خاص قسم کی چستی اور تیزی بھی آگئی تھی حالانکہ حاملہ عورتیں اکثر دُبلی پتلی اور زرد رُو بن جاتی ہیں ۔

(۱) سورج اور بدھ پہلے گھر میں پڑے ہیں۔
جو جلالی شان اور عقلی ذہانت کی دلیل ہے۔

(۲) تیسرے گھر میں شکر ہے۔
شکر کی تاثیر "ویر" اور "شورما" بناتی ہے۔

(۳) چوتھے گھر میں "برہسپتی" اور "راہو" ہیں۔
برہسپتی کا اس خانہ میں آنا انکے معلم روحانی ہونے کی شہادت ہے
اور راہو معصیبت کا باعث ہے۔

(۴) چھٹویں خانہ میں چندرماں ہے۔
جسکی تاثیر کی وجہ سے وہ رقیق القلب۔ نرم دل۔ اور عبد رو عالم
ثابت ہوئے۔

(۵) ساتویں گھر میں سنیچر ہے۔
جس سے ظاہر ہے کہ انہیں سیاح ہوکر۔ جابجا دورہ کرتے ہوئے
تعلیم و تلقین دینا تھا۔

(۶) دسویں گھر میں منگل اور کیتو ہیں۔
جسمانی طور پر جسیم و شحیم تو انہیں ہونا تھا۔ لیکن زمینی خوشی اور عیش اور
عشرت سے کنارہ کشی کرنی پڑیگی۔

(۷) لحیم شحیم جسم کو آخر کار دُبلا ہونا پڑے گا۔ کیونکہ زندگی تپ اور ریاضت کے
لئے مخصوص ہو چکی تھی۔

(۸) عمر صرف ۷۱ برس ۶ ماہ کی ہوگی۔

نکشتر میں اُس کے حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔

(۱۰) وہ مبارک دن۔ مبارک ساعت مبارک وقت تھا جس طرح پورب کی طرف سے ارغوانی شعاعوں سے گھرا ہوا سورج آب و تاب کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اُسی طرح سدھارتھ اور پریہ کارنی کا یہ لڑکا پیدا ہوا۔

(۱۱) رات گئی اندھیرا دور ہوا۔ جابجا کمل کھل گئے۔ خوش آہنگ پرند چہچہانے لگے۔ ہر چہار طرف خوشی اور شادمانی کے مناظر دل کشی اور دل آویزی کے باعث ہوئے۔ جو کیفیت سورج کے نکلنے سے ہوتی ہے وہی حالت راج محل میں اس لڑکے کے پیدا ہونے سے ظہور میں آئی۔

(۱۲) شادیانے بجنے لگے۔ نوبت جھڑنے لگی۔ مبارک اور سلامت کی صدا بلند ہوئی۔ پنڈت اور پروہت مبارک موقع سمجھ کر مذہبی رسم ادا کرنے لگے

(۱۳) لڑکا حسین مہ جبین تھا۔ عروج اور کمال کے آثار اس کی صورت سے نمایاں تھے۔ ہونہار بروان کے ہوت چیکنے پات!

(زائچہ بھگوان وردھمان جی) یہ زائچہ شری جیوتش رتن پنڈت جوالا ناتھ جی صاحب مرحوم چودھری راج وید ضلع گوڑگانوں نے بہت محنت سے تلاش کر کے بھیجا ہے

۱۱
۱۰
۹
۱۲
منگل - کیتو
۸
سورج ۱
بُدھ
۷ سنیچر
۲
برہسپتی ۴ راہو
چندرماں ۶
۳ شکر
۵
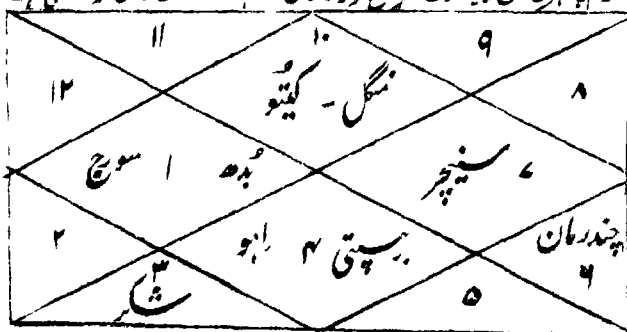
رہتا ہے۔ بغیر سبب کے کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی یہاں سبب ضرور ہے جسکی وجہ سے آج غیر معمولی طریقہ میں تیری صورت سے صدرجہ کی خوشی کا اظہار ہو رہا ہے“۔

(۵) رانی مسکرائی۔ اور اس طرح جواب دیا:۔

(۶) ”مہاراج! رات کو مَیں سوئی ہوئی تھی۔ خوشی دینے والے سولہ سوپن یکے بعد دیگرے دیکھے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سفید رنگ کا ہاتھی آکاس سے اُترتا ہوا آیا۔ اور میرے مُنہ میں سما گیا۔ اور اُس کی وجہ سے میرے دل کو جو خوشی نصیب ہوئی ہیں اُس کا بیان نہیں کرسکتی۔ ایسی خوشی مجھے زندگی میں کبھی نہیں ملی تھی“۔

(۷) راجہ نے رانی کو حیرت کی نظر سے دیکھا۔ خوابوں کی اپنی سمجھ کے موافق تعبیر کی۔ اور اُسے یقین ہوگیا کہ رانی کے حمل میں کسی جلال اور جمال والی مکمل روح نے گربھ پرویش کیا ہے۔

(۸) رانی سیدھی سادی مزاج والی تھی۔ شوہر کی باتوں پر اُسے پُورا پورا اعتقاد تھا۔ وہ اِس خوشخبری کو سُنکر اگر پہلے خوش تھی تو اب زیادہ خوش ہوگئی*

(۹) نو مہینے خوشی خوشی گذر گئے۔ چیت سُدی تریودشی[۱۳] کے دن آتریھاگنی

---

* بُدھ بھگوان کی ماتا مایا دیوی نے بدھ دیو کے حمل میں آنے کی رات کے بعد اسی قسم کے خواب شُدھودن راجہ سے بیان کئے تھے۔ یا تو یہ مطابقت اور مشابہت کے سامان تھے یا بودھوں نے جینیوں کی تقلید میں انکو بُدھ کی ذات سے منسوب کیا ہے۔ ممکن ہے یہ تاریخی خیالات ہوں (مصنف)

چھٹا باب

وردھمان جی کا جنم

(۱) کنڈال پور ایک راج نگر تھا جس میں سدھارتھ نامی راجہ راج کرتا تھا۔ جیسا نام ویسا کام۔ جیسا نام ویسا گن۔ جیسا گن۔ ویسی حالت! [illegible] قناعت کی جھلکتی ہوئی تصویر بنا ہوا۔ عدل و انصاف سے راج کرتا تھا اس کے ارتھ سدھ ہو گئے تھے۔ زندگی کامیاب تھی۔ ملک آباد تھا رعیت شاد تھی۔ اس کی رانی کا نام پریہ کارنی* تھا۔

(۲) کہا جاتا ہے علم، دولت اور عورت قسمت اچھی ہو [illegible] کے نتیجے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں بڑی قسمت سے ہاتھ آتی ہیں۔

(۳) سدھارتھ اور پریہ کارنی کا ملاپ سونے میں سہاگہ کا میل تھا۔ دونوں دنیاوی نقطۂ نگاہ سے خوش تھے اور باہمی محبت کا دم بھرتے ہوئے ایک دوسرے کے دلدادہ اور مفتون بنے ہوئے تھے۔

(۴) ایک دن صبح کے وقت رانی نہا دھو کر اور سفید لباس [illegible] اور خوبصورت زیوروں سے آراستہ ہو کر راجہ کے پاس آئی۔ راجہ نے اس کی صورت دیکھی۔ پوچھا "رانی! تو آج بہت خوش نظر آتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے؟ دنیا میں سبب اور نتیجے کا تعلق [illegible]

* مہابیر پران میں اس رانی کا نام "ترشلا" دیوی بھی لکھا ہے۔

اور نہ وہ مخلوقات آزاری ہے۔

(۸) دھرم "خیر و برکت" پھیلانے والی چیز ہے۔ جو اپنے ساتھ سلامتی اور شانتی لاتا ہے۔ یہ فتنہ فساد یا ادھرم یا جور و ستم کا آئین نہیں ہے جو مخلوقات اور موجودات کو انتشار اور اضطراب میں رکھتا ہے۔

(۹) دھرم دنیا میں نہایت قیمتی چیز ہے۔ نہایت خوبصورت چیز ہے۔ انسان جب وہم کا شکار ہو جاتا ہے اور غلط سلط رستہ اختیار کر لیتا ہے اُس وقت اسے دھرم چھوڑ کر ادھرم کی سوجھتی ہے۔ اور ادھرم کے نسل کی ترقی۔ بیقراری۔ اور جہالت لاتی ہے۔

(۱۰) کاش کوئی باکمال۔ معراجی شخصیت۔ دھرم مجسم بن کر ظاہر ہوتی اُس کی پاکانہ زندگی میں دھرم کی شان مجلی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ لوگ اُسے دیکھتے۔ وہ اپنے طرز عمل کے سلسلے میں دھرم کی بنیاد قائم کرتا اور اپنی زبان سے دھرم کی سمجھ بوجھ اور دھرم کے گیان کی اشاعت کرتا۔ صرف اسی ایک بات کے امکان سے دنیا میں دھرم کے جھنڈے کے بلند ہونے کی اُمید کیجا سکتی ہے۔ ورنہ مایوسی ہی مایوسی ہے۔

(۱۱) یہ خیالات تھے جو دلوں کے سمندر میں موجزن ہو رہے تھے۔

(۱۲) یہ خیالات کتنے دنوں تک دلوں سے نکل کر اکاش منڈل میں محیط ہوا کئے اِس کا کسے علم ہو سکتا ہے؟

(۱۳) آخر اُن کی مراد بر آئی۔ اور وردھمان جی کا جنم ہوا

(۲) جب سنسار میں کسی چیز کی مانگ ہوتی ہے تو اس کے مہیا کرنے کا سامان پیدا ہو جاتا ہے یہ کچھ قدرتی اصول معلوم ہوتا ہے۔

(۳) جہاں مانگ نہیں ہے۔ وہاں کوئی کیا مہیا کرے۔ اور کیسے مہیا کرے

(۴) چوبیس سو انسٹھ (۲۴۵۹) برس کے پہلے لاکھوں انسانی افراد کو مذموم مجلسی حالت اور ناپاک طرز تمدن سے سخت کراہیت ہو رہی تھی۔ یہ حالت کب سے تھی؟ اس کا پتہ دینا مشکل ہے۔ لیکن دلوں کے اندر نفرت اور کراہیت کا جذبہ بہت گھنا ہو گیا تھا۔ اور گھنا ہو رہا تھا۔

(۵) مذہب اور ایشور کے نام پر ہر روز کثیر معصوم جانوروں کی خونریز قربانیاں کی جا رہی تھیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انسان انسانیت سے گر کر گوشت اور خون کی غذا کا دلدادہ بن گیا تھا۔ اور اس وقت تک انکے عیش و لذت کا سامان مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا جبتک کہ گوشت و پوست۔ یخنی۔ شوربہ اور دسترخوان پر ہڈیوں کا انبار چن کر نہیں رکھا جاتا تھا۔

(۶) جہاں ایسے مخلوق آزار۔ اور مردار خوار۔ خواہ خونخوار۔ اور گوشت خوار کثرت سے تھے وہاں ایسے لوگوں کی بھی تعداد کم نہیں تھی۔ جو ایسی مجلسی اور مذہبی مقبوحات سے متنفر ہو رہے تھے۔

(۷) انکے دلوں سے اٹھتے بیٹھتے یہ آواز برآمد ہوتی تھی کہ کیا ایسا کوئی ہادی طریقت دنیا میں نہیں ہوگا جو ان بدعتوں اور مصیبتوں کا خاتمہ کرے اور ان خون اور گوشت کے بھینٹ سے فرضی ایشور کے پوجنے والوں کو حقیقت اور سچائی کا راستہ دکھلائے۔ دھرم کا مقصد خون خرابہ کرنا نہیں ہے

کروں نقص ہی نقص ہیں۔ بلکہ کمال کی کیفیت بھی موجود ہے"۔
(۹) ہاں سچی خواہش سچے عزم اور سچے آہنگ کی ضرورت بیشک ہے
(۱۰) "جیو کا اجیو کے ساتھ میل ہے جیو میں اجیو کے اثرات داخل ہیں اور جس طرح چراغ کے تیل میں پانی پڑنے سے چراغ شور مچاتا ہے اسطرح صحبتِ ناجنس کی وجہ سے جیو واویلا کر رہے ہیں"۔
(۱۱) "اگر راحت و قرار۔ سکون اور کمال مطلوب ہے تو جیو سے اجیو ہتا کو اسی طرح سے دور کر کے پھینک دیا جائے جیسے لوگ سرکنڈے سے تیر کو نکال دیتے ہیں۔ اُس وقت پھر اضطراب اور انتشار کا کھٹکا نہیں رہتا"
(۱۲) "جو شے اپنی اصلی حیثیت پر قائم ہے۔ اور دوسروں کی محتاجگی اور دست نگری کے عیب سے پاک ہے۔ وہ شر و فساد سے آزاد ہے۔ اُسے بیوقری اور بے عزتی کا صدمہ نہیں پہنچتا۔ اور جن میں محتاجگی اور کمی کا احساس موجود ہے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں"۔
(۱۳) "معراج سروگیتا ہے۔ اِس سروگیتا میں نہ کمی ہے نہ نقص ہے۔ نہ احتیاج ہے۔ اے دِل دو۔ اس کی تکمیل میں لگ جاؤ۔ اور سچی ہمت کرنے سے تم منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکو گے"۔

پانچواں باب

روحانیت کا سورج

(۱) "خواہش کرو۔ وہ تمہیں ملیگا۔ کام کرو اور کامیابی نصیب ہوگی!"

کی ہدایت اور صحبت ۔

(۳) صحبت سے ان میں سب سے زیادہ موثر صورت گوروکی صحبت یا سادھوؤں کا میل ملاپ ہے۔ دل کے اندر جیو کے اثرات سے چھٹکارا پانے کا مادہ کریدیر آکر رستہ نکالنے لگتا ہے۔ یوں ٹٹول ٹٹول کر چال چلنے سے مقصد بہتری کی امید کمتر ہوتی ہے۔ انکی صحبت اور خدمت دلوں پر خاص قسم کا اثر کرتی ہے اور وہ اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

(۴) جین مت میں گورو انسان کامل کا نام ہے جن کی تعداد صرف اتنی گنی رہتی ہے۔ ہاں ان کے تعلیمی سلسلہ کے گنادھر۔ رشی منی۔ سادھو جتی۔ اکثر مل جاتے ہیں۔ اور وہ جیووں کو راہ پر لگا دیتے ہیں۔

(۵) ڈھائی ہزار برس سے زیادہ ہوئے دنیا میں اس قسم کا ایک گورو پیدا ہوا تھا جس کا نام مہاویر سوامی تھا۔

(۶) اس نے جیووں کی بے چینی اور بیقراری دیکھی اسے رحم آیا۔ اور ان کی رہنمائی کا بار اپنے سر پر لیا۔

(۷) اس نے دلدہی اور ہمدردی کے لہجہ میں صدا دی: جہاں دکھ ہے وہاں سکھ کا بھی امکان ہے۔ جہاں مصیبت کے جھانسنے والی سنسار کی آگ مشتعل ہے وہاں شانتی دینے والے نروان کی جھیل کے ٹھنڈے پانی کا وجود بھی رہتا ہے۔ جہاں درد ہے وہاں ہی دوا رہتی ہے۔

(۸) یہ نہ سمجھو کہ سب زہر ہی زہر ہے۔ بلکہ امرت کی بھی ہستی ہے۔ یہ خیال

ڈھیر ہے۔ وہ انکی شمولی کیفیت ہے۔ اس لئے چیتن کے رُوبرو ہونے سے اُس میں اُس کی سیلان یا بہاؤ کا رجحان چیتن کے جانب ہوتا ہے اور وہ ایک قسم کی خوشگوار بندشی حالت میں آجاتا ہے۔

(۳) جیو اگر "آشرو" نہ ہو اور اجیو کے ریک بہاؤ کو روک دے اور ساتھ ہی اُسے اپنے اور اجیو کے روپ کا گیان ہوجائے تو قید و بند کی حالت کا امکان نہ رہے۔

چوتھا باب

عالم نجات

(۱) قید اور بندنا خوشگوار ہے۔ آزادی خوشگوار ہے۔ گو جیو ازلی سلسلے میں اجیو کی لپیٹ میں آگیا ہے لیکن فطرتاً اُس میں سروگیتا کا وصف موجود ہے۔ اس لئے کبھی کبھی اُسے اجیو کی علیحدگی کی سوجھتی ہے اور اس وقت نجات کا خواہشمند ہوتا ہے۔

(۲) اس خواہش کی ابتدا کئی صورتوں میں ہوتی ہے۔ تکلیف اور پریشانی سے گھبراہٹ۔ تجربہ اور مشاہدات کی وسعت۔ نجات یافتہ روحوں

٭ ویدانت اور جین سدھانت میں ایک بدیہی فرق ہے۔ ویدانتی جیو اور برہم کی ایکتا مانتا ہوا برہم کو آدھار۔ اَدھشٹان۔ سہارا۔ اور کوشٹھ بتاتا ہوا۔ اسی کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے۔ اور اس یقین کو پختہ کرتا ہے۔ کہ برہم آدھار محض ہے۔ اور اس کے سہارے جگت کا پرپنچ ہوتا ہے جینی کہتے ہیں سا القصہ یہ کہ برہم آدھار پنے ہی کا ہے۔ اور تیرتھنکروں نے آگی ہی مذمت کی تعلیم دی ہے۔ مصنف

(۵) جیو کی خصوصیت جدا ہے۔ جیو چیتن اور اجیو جڑ ہے۔ جیو روح۔ اور اجیو مادہ ہے۔ جیو میں چیتنتا ہے۔ اور اجیو میں جڑتا ہے۔ لیکن جڑتا اور چیتنتا کیا ہے۔ اِس کا سمجھنا بھی آسان نہیں ہے ٭

(۶) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حس و حرکت چیتن کا نشان ہے۔ بے حس اور بے حرکتی جڑ کی علامت ہے۔ لیکن یہ صراحت کافی نہیں ہے۔ حس اور حرکت دونوں کے ملاپ کا نتیجہ ہے۔ چیتن چت۔ سوچنا یا چنتن کرنا ہے۔ جڑ "جل" یعنی ڈھیر لگانا ہے ٭

(۷) بعضوں کا خیال ہے کہ جڑ میں بے اثری ہے۔ اور چیتن با اثر ہے۔ یہ بھی صرف جزوی خیال ہے۔ اگر جڑ بالکل بے اثر ہوتا تو چیتن کبھی اُسکے زیر اثر نہ آتا اور اگر چیتن خالص اثر پذیر ہوتا تو پھر اُسکے قید و نجات کا سوال کیسے اُٹھتا۔

(۸) انسان شراب پیکر مست ہو جاتا ہے۔ اگر شراب میں بے اثری ہوتی تو انسان اُس سے متاثر نہ ہوتا ٭

(۹) اگر جڑتا میں بے اثری نہ ہوتی تو انسان مادہ کو اپنی خواہش کے موافق تبدیل کر سکتا

(۱۰) جب لوہا اور چمبک ایکدوسرے کے مدمقابل آجاتے ہیں تو دونوں متاثر ہو جاتے ہیں اور لوہا چمبک کیطرف کھنچکر اُس سے چمٹ جاتا ہے۔ اسیطرح جڑ اور چیتن کی نسبتی کیفیت ہے

(۱۱) جڑ کی خاصیت ہے کہ وہ چیتن کا سہارا لیتا ہے۔ اور جب چیتن اُسے سہارا دیتا ہے تو پھر وہ اُس سے چمٹ کر اپنے تمام خواص کو اُس سے مربوط کر دیتا ہے اور جڑ و چیتن ملکر طرح طرح کے کھیل کرتے ہوئے اس نظام کائنات کے باعث بنتے ہیں اور چیتن دُکھ بھوگتا ہے

(۱۲) اِس حالت کا نام "آشرو" ہے۔ چونکہ اجیو کے اندر خاصیتوں کا

(۹) جہاں خیر ہے وہاں گل ہے۔ جہاں روشنی ہے۔ وہاں سایہ ہے۔ نوش کے ساتھ نیش۔ اور عیش کے ساتھ طیش۔ بزم کے ساتھ رزم۔ اور رغبت کے ساتھ نفرت ہے۔ ایسی حالت میں دُکھ کیوں نہ ہو؟

(۱۰) اصل میں اِس دو کی ہستی نے ہی بے شمار کیفیتوں کی ہستیوں کا اظہار کر رکھا ہے۔ اور یہ اجتماع ضدین ہی انیکتو (تعدد اور کثرت) کا بانی مبانی ہے ÷

تیسرا باب

جیو۔ اجیو

(۱) اِس دویت کے اُصول میں دو تدات اہم ہیں۔ اُن میں سے ایک کو جیو کہتے ہیں اور دوسرے کو اجیو۔ اور یہ سنسار جیو اجیو کی مشمولی کیفیت ہے ÷

(۲) جیو وہ ہے جس میں اپنی زندگی ہے اور جو قائم بالذات ہے۔ اور اجیو وہ ہے جو جیو نہیں ہے بلکہ اُس سے غیر ہے یہ ہستی ضرور ہے اُس کی ہستی سے انکار کرنا دھوکے میں پڑنا ہے

(۳) جیو قائم بالذات ہے۔ اور جیو اجیو کے میل سے اِس دنیا کا سلسلہ ازلی اور ابدی طریقہ میں چلا آتا ہے ÷

(۴) جیو کا اجیو کے ساتھ ملاپ دُکھ کا باعث ہے۔ اگر جیو اجیو سے قطع تعلق کر لے تو پھر دُکھوں سے اُسے نجات مل جائے۔ یہ اصول ہے جس کی تلقین تیرتھنکروں یعنی برگزیدہ۔ رسیدہ۔ اور کامل گورؤوں (مرشدوں) نے کی ہے ÷

(۳) جہاں دو مخالف سو بھاؤ والے ہوتے ہیں وہاں ہر وقت کھٹ پٹ بھی رہتی ہے۔ دو پنے کی حالت میں رہتے ہوئے کوئی کیسے دکھ سے نجات پا سکتا ہے؟

(۴) جب دو ہوتے ہیں تب ہی گفتگو کا سلسلہ چلتا ہے۔ جب دو ہوتے ہیں تب ہی بیوہار (طرز تمدن) کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور جب دو ہوتے ہیں تب ہی پرتی بھاس (تخیلات) کا امکان ہوتا ہے۔ اور جب دو ہوتے ہیں تب ہی پرمارتھ (اصلی مقصد یا مقصد عظیم) کی سوجھ سوجھتی ہے +

(۵) دلیل توحید رد توحید ہے۔ جو لوگ وحدانیت کے خیال پر ٹکے ہوئے ہیں وہ اپنے سدھانت (اصول) سے آپ گرے ہوئے ہیں۔ انکا طرز عمل خود انکے جھٹلانے کے لئے کافی ہے +

(۶) جب دو ہوتے ہیں تب ہی دو میں سے ایک کی تمیز کا موقعہ ہاتھ آتا ہے۔ اور جہاں دو نہیں ہوتے وہاں کوئی کس طرح زبان کھولنے کی جرأت کرتا یا کر سکتا ہے +

(۷) ہم دیکھتے ہیں کہ علم اور جہالت ہم پہلو نہیں رجیو کے ساتھ اجیو ہے۔ قید کے ساتھ نجات ہے۔ پنیہ کے ساتھ پاپ لگا ہوا ہے۔ ممکن اور غیر ممکن ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ فتح و شکست۔ بلندی اور پستی۔ لوک ۔ پرلوک۔ نیک اور بد۔ ظاہر اور باطن۔ لطافت اور کثافت وغیرہ کیا مخالف افراد کے جوڑے نہیں ہیں؟ +

(۸) یہاں کوئی شے اپنی ضد کی رعایت سے آزاد نہیں نظر آتی۔

کی طرح جلا کرتے ہیں +

(۵) کسی کو جسمانی دُکھ ہے۔ کسی کو خیالی دُکھ ہے۔ ادھی ویوک (ناگہانی)، ادھی بھوتک (جسمانی۔ ادی) اور ادھیاتمک (خیالی) دُکھ کہاں نہیں ہیں! +

(۶) اور دُکھ تو پھر بھی قابل برداشت ہوتے ہیں۔ لیکن اس ادھیاتمک دُکھ کی برداشت کرنے کی طاقت شاذ کسی میں ہوتی ہے +

(۷) جہاں کسی چیز کا ظاہرا وہم و گمان تک نہ ہو وہاں یہ دل اپنے اندر سے خیالی طور پر دُکھوں کے سلسلہ کو پیدا کر کے اُلجھن میں پڑ جاتا ہے۔ اور کراہتا رہتا ہے +

(۸) گرمی دُکھ ہے۔ سردی دُکھ ہے۔ بھوک دُکھ ہے۔ پیاس دُکھ ہے۔ غرضکہ ہم ہر چہار طرف دُکھوں سے گھرے ہوئے ہیں +

(۹) یہ دُکھ کیوں ہے؟ دُکھ اس وجہ سے ہے کہ ہم دوندا وستھا یا اجتماع ضدین کے طبقات میں رہتے ہیں جسے دُنیا و ما فیہا کہتے ہیں +

دوسرا باب

دوند یا ضدین

(۱) سنسار میں دو متضاد قوتیں باہم گرہاتھا پائی کرتی ہوئی دُکھوں کی نسل کو بڑھاتی رہتی ہیں +

(۲) سنسار سنسکرت مادہ سم (ساتھ ساتھ) اور سری (چلنے) سے نکلا ہے جہاں متضاد کیفیتیں یا شخصیتیں پہلو بہ پہلو رہتی ہیں وہ سنسار ہے +

اہنسا دھرم
یا
گاسپل آف وردھمان

پہلا باب
دُکھ

(۱) دُکھ ہے۔ دُکھ کی محسوسیت سے کوئی متنفس خالی نہیں ہے۔
(۲) جسم کا تعلق دُکھ ہے۔ دل کی دلی نسبت میں دُکھ ہے۔ اور مجسم مخلوق اصلی معنی میں اسکی ہستی سے انکار نہیں کر سکتی +
(۳) ملنا دُکھ ہے۔ بچھڑنا دُکھ ہے۔ دل لگانا دکھ کی ابتدا۔ اور دل کا کسی سے ہٹایا جانا دُکھ کی انتہا ہے۔ اعضا اور حواس چاہے ظاہری ہوں یا باطنی دُکھ کے یقین سے بھرپور ہیں +
(۴) آہ! یہ سنسار آتشکدہ سے مشابہ ہے جس میں مجسم اور متنفس افراد اپنا جیون

ہوگئی ہیں تو جین اور بودھ مذہب کے ساتھ وہ کیسا سلوک کرسکتی ہیں بآسانی
اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز ہندوؤں نے جو مظالم توڑے ہیں۔ انکی شہادت
تواریخ کے صفحات علی الاعلان دیرہے ہیں۔ جن کے پڑھنے اور سوچنے سے
رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ کشمکش اور نفسانی ضد اب بھی منہ زور ہے۔
ہندو دھرم کی اب بھی یہی تاکید ہے کہ چاہے ہاتھی کے پاؤں سے کچلکر مرجائے
مگر جین مندر میں پناہ لینے کو نجاؤ۔

میں نے جسوقت جین لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا تو اسکی سادگی میری دلچسپی کا
باعث بن گئی۔ جین دھرم کی جانب سے جو غلط فہمیاں پیدا ہورہی تھیں انکے
رفع کرنے کا مجھے فوراً خیال پیدا ہوا۔ اور چند کتابیں اس نظر سے تالیف کیں
کہ ہندوؤں اور جینیوں میں جو قومی اختلاف ہے جلد سے جلد دور ہوجائے۔
چونکہ مجھے اس مقصد میں کافی کامیابی ہوچکی ہے۔ اس سے مجھے حوصلہ ہوا ہے
کہ مہاویر سوامی کی تعلیم کے متعلق بھی اس چھوٹی سی تصنیف کے ذریعہ سے
عوام کو واقفیت پیدا کردوں۔ امید کہ ناظرین میری ان کوششوں کی قدر کرینگے
اور میری محنت سے فائدہ اٹھائیں گے ۔

شیوبرت

لال بنارس۔ مقیم راداسوامی دھام۔

دہرم کی عملی تعمیر سدھارتھ گوتم بدھ کی ذات سے ظہور میں آئی - اِس سے پیشتر کوئی
اور بدھ انکے خیال و عمل کا حامی یا مبلّغ ہوا ہو اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا - لیکن
چونکہ جینیوں نے اپنے ترتھنکروں کی تعداد ۲۴ قائم کی - اِنکی دیکھا دیکھی بودھوں
نے بھی گوتم بدھ سے پیشتر ۲۳ - اور بدھ ہونے کا دعویٰ کیا - جینیوں کی اِس ۲۴
کی تعداد نے یہ معجزہ دکھلایا کہ اس تعداد کو ایک مذہبی اہمیت حاصل ہوگئی
ہندوؤں نے بھی جو اپنے دس اوتار مانتے تھے ۱۴ کا اضافہ اور کرکے ۲۴ کی
تعداد پوری کردی - پارسیوں نے بھی اپنے پیشوایانِ دین ۲۴ ہی مانے جن کے نام
سے ۲۴ نسک (نسخے یا رسائل) سفرنگ دساتیر میں شامل کردیئے -

تحقیقات کی بنا پر تاریخی نقطہ نگاہ سے پارس ناتھ تیسویں ترتھنکر کی ہستی بھی
قابلِ تسلیم ہوگئی ہے جو مہاویر سوامی سے قریب ۲۵۰ سال پیشتر ہوئے ہیں - اور
اُنکے اولین ترتھنکر رشبھ دیو کا وجود خود ہندوؤں کے پرانوں میں ہے - صاف ملتا
ہے جو آغاز دنیا کے وقت ہی عالم ظہور میں آئے تھے - اِس سے اِس یقین کو پختگی
ہوجاتی ہے کہ جین دہرم بودھ دہرم سے قدیم تر ہے - اور ویدک دہرم یا ہندو دہرم
سے اگر قدیم نہیں تو اُسکے متوازی ضرور ہے -

مجھے اِس پیرانہ سالی میں جین دہرم کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا -
ہندوؤں کے درمیان باہمی نقیض حسد اور رقابت کچھ قومی خصوصیت سی بن گئی
ہے - انکے دہرم کا مقصد باہمی میل ملاپ اور اُنس و محبت ہے - لیکن برخلاف اِسکے
ہندو دہرم میں ذات پانت کی کثرت ... ہی نفرت اور کدورت کا سبق ملتا ہے
ہندوؤں کی تمام شاخیں جب ایک دوسرے کو نظرِ حقارت سے دیکھنے کی عادی

معصوم اور بے زبان حیوانات کی قربانی کے دونوں فرقے مخالف اور مجردانہ زندگی کے حامی دکھائی پڑتے ہیں۔ دونوں کا معراج روحانی حصول نجات ہے لیکن ان مشابہتوں سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بودھ دھرم جین مت کی شاخ ہے ویسا ہی غلط ہے جیسا کہ آجکل کے نادان اور کوتاہ بین محقق بغیر سوچے سمجھے جین دھرم کو بودھ دھرم کی شاخ بتاتے ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جائے تو دونوں ہدایت کے اصول اور اُنکی تفسیر میں زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔

اس زمانہ میں ہندو دھرم نے دنیاوی طمطراق کو اگر علماً نہیں تو عملاً ضرور اپنا معراج مان رکھا تھا۔ انتہائی باطل پرستی کی جانب رجوع ہو کر ہنسا کو ہی دھرم سمجھ لیا تھا۔ جینیوں نے اسے باکھنڈ مارگ۔ یا بام مارگ کے نام سے موسوم کیا۔ اور کمال زہد و ریاضت اور سخت ترک و تجرد کو علمی مذہب کا سہارا بتلایا۔

جب ہندو باطل پرستی میں اور جینی حق پرستی میں انتہا پسند ہو رہے تھے تو دونوں کے درمیان کڑی کی حیثیت سے بودھ دھرم نمودار ہوا۔ اسی وجہ سے بودھ دھرم کو مدہیہ مارگ کہتے ہیں۔

اگرچہ بُدھ بھگوان کی مہاویر سوامی سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تاہم بدھ بھگوان کو اُنکے حالات سے واقفیت ضرور تھی۔ مہاویر سوامی کا اشارتاً و دیکھا گیا بودھ دھرم کے مقدس نوشتہ جات میں جا بجا ملتا ہے۔ وہ مہاویر سوامی کو ناتھ پتر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ذکر ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے بدھ بھگوان سے پوچھا "کیا تم جین ہو؟" اُنھوں نے بیساختہ جواب دیا۔ "ہاں میں جین ہوں جس نے حواس پر قابو پالیا ہے اُسکو جین کہتے ہیں۔"

ملتے ہیں۔

جین مذہب آزاد منش اور فقیر ست ہستیوں کا طریق تھا۔ اِس لئے انہوں نے بھگوان مہاویر کے لفظ لفظ کو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ سوتروں اور شلوکوں کی صورت میں ازبر یاد رکھا۔ لیکن حوالۂ قلم کبھی نہیں کیا۔ یہ طبقہ کتابت یا کتاب مقدس کبھی قائل نہیں رہا۔ غالباً اسی وجہ سے نرگرنتھ کہلاتا تھا۔ مہاویر سوامی کے کئی صدیوں بعد اُن لوگوں نے نسلاً بعد نسلاً جو اُنکی تعلیم کو برزبان رکھتے چلے آرہے تھے آئندہ نسلوں کی بہبود کی نیت سے قلمبند کیا۔ اِس وقت جینیوں کا جو وسیع لٹریچر نظر آتا ہے وہ سب انہیں برگزیدہ ہستیوں کی محنت کا نتیجہ ہے اِس میں شک نہیں کہ مذہبی اُصول کی ترتیب و تفسیر بجنسہ ویسی ہی ہے۔ جیسی مہاویر سوامی نے تعلیم دی۔ لیکن پرانوں اور تاریخی واقعات کی ترتیب ہندوؤں کی دیکھا دیکھی طبع زاد کر ڈالی۔ اور جینی مصنفین بھی اِسبارہ میں غلو و مبالغہ سے کام لینے میں۔ ہندو۔ بودھ۔ عیسائی وغیرہ سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔

مہاویر سوامی، بدھ بھگوان کے پیشرو تھے۔ اگرچہ دونوں ہمعصر تھے مگر مہاویر سوامی بدھ بھگوان سے عمر میں اتنے بڑے تھے کہ بدھ بھگوان کے ظہور سے سالہا سال پہلے مہاویر سوامی کی تعلیم چار دانگ عالم میں وسیع پیمانہ پر اشاعت پا چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ دھرم پر مہاویر سوامی کی تعلیم اثرانداز ہوئے بغیر نہ رہی۔ بدھ دھرم کی کتابوں میں جینیوں کی اصطلاحات اکثر استعمال ہوئی ہیں۔ رنگ ڈھنگ۔ طرز بیان۔ فقیرانہ وضع کے امتیازی پہلو دونوں کی تعلیم میں یکساں نظر آتے ہیں۔ دونوں کا اساسی اصول اہنسا ہے۔ بھکشوؤں میں

والے اشخاص جینی کہلاتے ہیں۔
مہاویرسوامی کو گذرے ہوئے ۲۴۵۹ برس ہوئے لیکن اس تاریخی شخصیت کی یاد ابتک تازہ بنی ہوئی ہے۔ اُنہوں نے اپنے زمانہ میں اصلاحِ دنیاوی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اسباق روحانی کی بھی تعلیم دی تھی۔ دنیاداروں میں امن چین کا دورا اور متلاشیانِ حقیقت کو روحانی عروج انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اتنے بڑے محسن عالم کے مکمل حالاتِ زندگی جمع کرنے کا خیال ابتک کسی کو پیدا نہیں ہوا۔ تعلیم بیشک موجود ہے۔ لیکن سادہ زندگی اور سادہ خیالی نہیں۔ اکثر موقعوں پر خلط فاسد سے زیادہ کام لیا گیا جس سے اس تعلیم کو اصلی صورت میں پیش کرنا مشکل ہوا ہے۔ اِس پر بھی آپ کی فلسفیانہ تعلیم اپنی نوعیت کی نظر سے نہایت دلچسپ اور مؤثر ہے۔ اِس وقت دنیا میں بیسیوں قسم کے فلسفے اور اُنکی شاخیں موجود ہیں۔ لیکن وہ اسقدر دقیق اور دشوار فہم نہیں کہ عوام تو کیا خاص طبیعت والوں کا بھی رجحان اُنکی طرف کم ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت جین دھرم کی تعلیم میں ہی ہے کہ وہ بالکل سادہ اور قدرتی ہے اور اگر اسکی عام اشاعت کیجائے تو وہ جمہور کے میلان طبعی کا باعث ہو سکتی ہے۔
مہاویرسوامی کی زندگی خود ایک مشعل طریقت تھی۔ اُنکی مثال ذاتی نے اشاعتِ تعلیم کو اَور بھی سادہ اور مؤثر بنا دیا تھا۔ ہند جیسے وسیع جزیرہ نما میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر حصص میں بھی اُنکے خیالاتِ پاک۔ علم صادق۔ اور عمل صائب نے عالمگیر سکہ جما لیا تھا۔ جسکے نشانات ابتک بلا تلاش کئے جابجا

اُٹھتا ہے اور حد غایت کو پہنچ جاتا ہے وہ انسان کامل کہلاتا ہے۔ کامل آزادی حاصل ہو جانے کے بعد اُس کو شجاع و بہادر کہنا موزوں ہے۔ جینیوں کی اصطلاح میں اُس آزاد و کامل ہستی کو تیر تھنکر کہتے ہیں۔ کیونکہ تیر تھنکر کے لغوی معنے میں تمام تیرتھوں (منازل) کو طے کر چکنے والا۔ گویا کہ جو انسان ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے وہ تیر تھنکر کہلاتا ہے۔

یہ دنیا کیا ہے؟ جیو اور اجیو کی مشمولی کیفیت ہے۔ جیو اور اجیو کا ترجمہ روح و مادہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ جیو اور اجیو کی اصطلاح میں جو وضاحت اور صفائی ہے وہ روح اور مادہ کے معنوں میں نہیں ہے تاہم جین دھرم کی اصلی مراد کو خاطر نشین کر کے اِن الفاظ کو محض ادائے مطلب کے لئے استعمال کر لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ بہر حال روح کے لئے آفات و آلام دنیاوی کا باعث اُسکے ساتھ ذات مادی کا اشتمال ہے۔ اِس سے روح دنیا میں پابند و محصور ہے اگر اشتمال مادی سے کوئی روح پاک و صاف ہو جاوے تو وہ مسرور بالذات عالم کل اور قادر مطلق ہو جاتی ہے۔ گویا روحانی صفات کو زائل و مکسور کرنے والا مادہ ہے۔ بس یہی روح کا دشمن ہے۔ اِسکے تعلقات کا فنا کرنا۔ اور اس سے بالکل پاکیزگی حاصل کر لینا روح کی مادہ پر فتح کامل کہلاتی ہے۔ اِسی اصلی فتح کو حاصل کر کے کوئی روح جن یا فاتح کامل کا مرتبہ پالیتی ہے۔

مہاویر سوامی بھی اِسی قسم کی ایک مکمل ہستی (تیر تھنکر) اور فاتح کامل شخصیت (جنیندر) تھے۔ وہ اپنے باکمال تجربات اور حقیقت رسی کے باعث۔ ہادی خلائق رہبر کامل اور پیشوائے عالم تسلیم کئے گئے۔ اُنکی تعلیم و مثال سے مستفید ہونے

ہر شے اپنی اصلی حالت میں ٹھیک دیکھی جاتی ہے۔ سمجھی جاتی ہے۔ اور دل میں سرایت کر جاتی ہے۔ جب اعتقاد۔ علم و عمل میں کسی قسم کے نقص کا امکان نہیں رہتا تو اُسکے ساتھ لفظ "سمیک" یا صادق اور لگا دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کے معنی اور زیادہ صریح و صاف سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اور اس کا حاصل کرنا ہر شخص کی زندگی کا اعلیٰ معراج ہے۔ اِس لئے سمیک درشن۔ صادق الاعتقادی سمیک گیان۔ صادق العلمی۔ اور سمیک چارتر۔ صادق العملی۔ کو جواہر ثلثہ کہتے ہیں۔

شجاعت۔ دلیری۔ اور مردانگی کا اظہار انسان کی تمیزی طاقت اور بیخوفی کے عمل سے ہوتا ہے۔ جب حسنِ تمیز کا شمول قوتِ ارادی میں ہوتا ہے۔ اور اُس وقت کاروبار انسانی بیخوفی کے ساتھ کئے جاتے ہیں تو وہ نہایت موثر اور عالمگیر ہو جاتے ہیں۔ جنکو حسن تمیز اور قوتِ ارادی کا شمول باہمی نہیں ہوتا۔ نہ انسان کے اندر بیخوفی رُونما ہوتی ہے۔ نہ اخلاقی جرأت۔ یوں تو ہر بیخوف بہادر قابل تحسین ہے۔ لیکن اُن شجاع مردوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا جنکو جسمانی۔ مردانی۔ اور دلی حوصلہ مندی کے ساتھ ساتھ حسن تمیز اور قوت تخیل بھی حاصل ہے۔

کوئی انسان چاہے پیر پرست ہو یا انسان پرست۔ زن پرست یا زر پرست نفس پرست ہو یا کعب پرست لیکن باوجود انسانی صورت و اعضا کے وہ انسان حیوان ہی ہے۔ کوئی انسان انسان جبھی کہلانیکا مستحق ہے جب اُس میں تمیز و تخیل کا مادہ بھی موجود ہو۔ جس وجود میں یہ مادہ کمال آب و تاب کے ساتھ چمک

دیباچہ

اِس کتاب کا مضمون یہ نہیں ہے کہ "میرا ذاتی عقیدہ کیا ہے؟" بلکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ "مہابیر سوامی کون تھے؟ وہ کِس اُصول کے پابند تھے۔ انکی مخصوص پابندی سے کیا غرض تھی۔ اور اُس غرض کا تکملہ کس درجہ تک اپنی زندگی میں کر سکے۔ اور پھر یہ کہ انکی طرز زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جو لوگ اِن اُمور کو پیش نظر رکھ کر اس رسالہ کا مطالعہ کرینگے اُنکو اِس سے ضرور نفع پہنچے گا۔ مطالعہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک محققانہ۔ دوسرا مقلدانہ۔ کسی تاریخی ہستی کی سوانحعمری کا اُس کے حالات زندگی اور اُصول مذہبی سے واقفیت پیدا کرنے کے خیال سے مطالعہ کرنا محققانہ مطالعہ ہے۔ اور اس سے سبق حاصل کر کے کسی برگزیدہ ہستی کے طرزعمل کا پیرو بننے کی نیت سے اُس کا مطالعہ کرنا مقلدانہ مطالعہ ہے۔

مہابیر سوامی کی متبرک اور مقدس زندگی نے نہایت ضروری مسائل پر تین طریقہ سے روشنی ڈالی ہے۔ جو درشن (اعتقاد راسخ) گیان (علم صادق) اور چارتر (عمل صائب) جب یہ تثلیث ملکر ایک ہو جاتی ہے تو نہایت خوبصورت اور خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور اپنی ہر مشتاق ہستی کو درجہ تکمیل پر پہنچا دیتی ہے۔

یقین۔ علم او عمل۔ ان تینوں کے ایک حالت میں مرکوز ہو جانے سے ہی

ہم مندرجہ ذیل سخاوت شعار صاحبان کا نہایت ہی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے بہت ہی فراخدلی سے اس کتاب کی اشاعت کے واسطے مالی امداد عطا فرمائی ہے۔

(۱) بابو لال چند جی صاحب جین ایڈووکیٹ روہتک مبلغ ۵۰
(۲) لالہ رتن لال جی صاحب جین مادی پوریہ۔ کٹرہ خوشحال رائے دہلی ۵۰
(۳) لالہ جھنو لال صاحب جین سپیکان جوہری۔ دہلی ۱۵
(۴) لالہ مہاویر پرشاد جی صاحب جین ٹھیکیدار دہلی ۱۰

نویدک

بشن چند جین

سیکرٹری جین متر منڈل۔ دہلی

دو الفاظ

جن صاحبان کو ناول یا دھارمک کتابوں کا ذرا بھی شوق ہے اُن میں سے کون ایسا ہے جو مہرشی شوبرت لال جی سے واقف نہ ہو۔ آپنے سینکڑوں ہی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی ہیں۔ آپکا موہوں کا سلسلہ۔ راماین اور مہابھارت قابل ذکر ہیں۔ آپنے تقریباً ہر مذاہب کے اوپر بذریعہ تحریر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مہرشی صاحب کو جین دھرم دیکھنے کا بھی شوق ہوا۔ منڈل نے آپ کو اپنے ٹریکٹوں کے علاوہ بہت سے جین گرنتھ آپکی خدمت میں ارسال کئے آپنے اُنکو بہت ہی پسند کیا اور جین دھرم کے متعلق بھی قابل قدر کتابیں شائع کیں۔

اسی سلسلہ میں آپنے ایک کتاب "جین دھرم" نام کی لکھ کر منڈل کو پیش کی۔ منڈل نے اس ٹریکٹ کو نہایت ہی پسند کیا۔ اور منڈل کیجانب سے آپ کو سند اعزازی (دان بیر) بخش کیا گیا۔ اور اس ٹریکٹ کو واقفیت عامہ کے لئے شائع کیا گیا۔ جسکو جین اور اجین دونوں صاحبوں نے پسند کیا جسکی مانگ مختلف اطراف ملک سے برابر چلی آتی ہے۔

منڈل کی درخواست پر مہرشی صاحب نے یہ ایک ٹریکٹ "اہنسا یا گاسپل آف ودھان" نام کا لکھ کر عطا کیا ہے۔ قابل مصنف نے اس میں "مہاویر سوامی" کی متبرک زندگی کے حالات نہایت اعلی طریقہ پر قلمبند کئے ہیں اور اہنسا دہرم کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کرکے دکھایا ہے کہ وہ کس اعلی معیار پر ہے۔ ساتھ ہی جین دہرم کو دیگر مذاہب سے قدیم ثابت کیا ہے۔ میں مہرشی صاحب کا تہِ دل سے مشکور ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ تمام لوگ ٹریکٹ ہٰذا کے مطالعہ سے محظوظ اور مسرت یاب ہونگے اور اُمید ہے کہ مہرشی صاحب آئندہ بھی اپنے پاکیزہ خیالات سے فیضیاب کرتے رہیں گے۔

نیازمند۔ **امراؤ سنگھ** جین سیکرٹری متر منڈل دہرم پورہ۔ دہلی

اجازت

میں نے جین مت کے متعدد رسالے قلمبند کئے۔ آخر میں **جین دھرم** لکھا۔ ان سب کے لکھتے وقت مجھے پھر بھی اس طریق کی اصطلاحات پر عبور نہیں تھا۔

گاسپل آف وردھمان میں نے کچھ وسیع تر مطالعہ کے بعد لکھی ہے۔ یہ دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ اور جینی اور غیر جینی دونوں دلچسپی کے ساتھ اس کے مطالعہ سے اپنے معلومات کو وسیع کر سکیں گے۔

تاہم میں **جین متر منڈل** دہلی کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ جہاں کہیں اسے سقم یا غلطی نظر آوے وہ اپنے خیال کے موافق اصلاح اور ترمیم کر لے۔ اس کتاب غیر ضروری اصطلاحات کی بھرمار سے پاک وصاف رہے اس کی سادگی میں فرق نہ آنے پاوے۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے بے رو رعایت لکھا ہے۔ اپنے مذہبی خیال کو کہیں ذرا بھی جگہ نہیں دی۔ لکھنے کی غرض صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں جین مت کے برخلاف جو غلط سلط خیالات عام طور پر پھیلے ہوئے ہیں وہ کسی طرح رفع ہوں۔ اور یہ مقصد بُرا نہیں ہے۔

ساتھ ہی جین متر منڈل کو یہ بھی اختیار ہے کہ جو اور معلومات کتابوں کے مطالعہ سے ہاتھ آئیں جو اس کتاب میں داخل نہیں ہیں ان کا اضافہ ہر نئے ایڈیشن میں برابر کرتا رہے۔ **شیو**

فہرست مضامین

رجسٹری نمبر

اہنسا دھرم

یعنی

گاسپل آف وردھمان

دگمبر اور سویتامبر جینی فرقوں کے قدیم اور مستند مقدس نوشتہ جات کے موافق

رادھاسوامی دھام کے ست سنگی اور ست سنگیوں کے مطالعہ کے لئے بالخصوص اور دوسرے محقق اور متلاشی صاحبان کے افادہ کے لئے بالعموم قلمبند کیا گیا

از قلم

شیوبرت لال جی

مصنف رادھاسوامی یوگ ۔ کبیر یوگ ۔ نانک یوگ وغیرہ وغیرہ مقیم رادھاسوامی دھام

پرکاشک

شری جین متر منڈل دھرم پورہ دہلی نے برائے افادہ خاص و عام شائع کیا

اول ۱۰۰۰ — مہابیر نروان سمت ۲۴۵۹ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۳۲ عیسوی — قیمت ۸/